

پروفیسر فتح محمد ملک

اقبال فراموشی



اقبال فراموشی

پروفیسر فتح محمد ملک

سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور

801.951 Fatch Mohammad Malik

Iqbal Framoshi / Fatch Mohammad
Malik - Lahore : Sang - e - Meel
Publications, 2002.

208p.

1. Iqbal aur Nizam-e-Hakoomat
2. Iqbal - Shairi - Tehzeeb. 1. Title

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور سے باقاعده
تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جاسکتا اور اس قسم کی
کوئی بھی صورت حال ظہور پانے پر ہوتی ہے تو قارئین کو کوئی پروا نہیں ہونی چاہئے۔

2002.

نیا اترنے

سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور
سے شائع کی۔

ISBN 969-35-1339-8

Sang-e-Meel Publications

25 Shahrah-e-Pakistan (Lower Mall), P.O. Box 957 Lahore-54000, PAKISTAN

Phones: 7220100-7228143 Fax: 7245101

http://www.sang-e-meel.com e-mail: samp@sang-e-meel.com

Chowki Urdu Bazar Lahore, Pakistan. Phone 7667970

زادہ بشیر احمد لاہور

منوبھائی
کے
نام

آدمی دید است و باقی پوست است
دید آل باشد کہ دید دوست است

— رومیؒ

لا پھر اک بار وہی بادہ و جام اے ساقی
ہاتھ آ جائے مجھے میرا مقام، اے ساقی

شیر مردوں سے ہوا بیشہ تحقیق تہی
رہ گئے صوفی و ملا کے غلام، اے ساقی

عشق کی تیغ جگر دار اڑالی کس نے؟
علم کے ہاتھ میں خالی ہے نیام، اے ساقی

پیری مینائے غزل میں تھی ذرا سی باقی
شیخ کہتا ہے کہ ہے یہ بھی حرام، اے ساقی

— اقبال

ترتیب

7	پیش لفظ
9	(۱) اقبال اور شیطان کا سیاسی منشور
18	(۲) نظم ”ذوق و شوق“ کو سمجھنے کے لیے
28	(۳) اقبال، اسلام اور مذاہبِ فقہ
42	(۴) اقبال، قرآن اور پاکستان
49	(۵) اقبال، پاکستان اور سید علی میاں
57	(۶) اقبال، امام خمینی اور ترکِ فرنگ
73	(۷) اقبال اور آج کا ترکی
83	(۸) اقبال اور عبادت کا اسلامی تصور
94	(۹) خطبہ الہ آباد ۱۹۳۱ء کا ایک نئی تشکیل

- (۱۰) اقبال اور اسلامی اتحاد کا جدید تصور 121
- (۱۱) اقبال کی شاعری میں تصور پاکستان کا عکس 130
- (۱۲) اقبال اور سلطانی جمہور کا اسلامی تصور 152
- (۱۳) اقبال کی حکمت اور حکمت عملی 169
- (۱۴) اقبال اور ہمارا قومی مقدر 177
- (۱۵) اقبال اور معاشی انصاف کی تلاش 188

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

یہ مضامین فقط ایک سوال سے پھوٹے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ہمارے ہاں اقبال کے انقلابی تصورات کے عملی امکانات بروئے کار کیوں نہ آ سکے؟ اس سوال کے بطن سے اس دوسرے سوال نے جنم لیا ہے کہ ہمارے ہاں فکرِ اقبال کے انقلابی ممکنات کا بروئے کار آنا دائرۂ امکان میں ہے بھی یا نہیں؟ یہ سوالات مجھ سے، آپ سے، ہم سب سے جواب طلب ہیں۔ ان کا جواب ڈھونڈنے نکلتا ہوں تو مجھے اقبال کی ایک نصیحت یاد آتی ہے اور وہ یہ کہ ترکِ دنیا نہ کرو بلکہ ترکِ فرنگ کا راستہ اپناؤ۔ ہم اب تک یہ راستہ نہیں اپنا سکے۔ نتیجہ یہ کہ ہمارے بالا دست طبقات وہی ہیں کہ جو تھے اور جنہیں اقبال نے ”مسجدِ فروش“ اور ”کلیسا دوست“ کہا تھا۔ اب تک ہم نے اپنی اجتماعی زندگی کے سنگین مطالبات کے حوالے سے فکرِ اقبال کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ خود اقبال نے اپنے جانشینوں کو بڑی فراخ دلی کے ساتھ یہ حق دے رکھا ہے کہ وہ ان کے افکار کو رد و قبول کی چھلنی سے گزارنے کا حق رکھتے ہیں۔ ہمیں اقبال کے تصورات کو رد کر دینے کا حق حاصل ہے مگر اس سے پہلے ہمارے لیے ان افکار کا سمجھنا بے حد ضروری ہے تاکہ رو کرتے وقت ہمیں بخوبی علم ہو کہ ہم کیا رد کر رہے ہیں؟..... ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم بے سوچے سمجھے فکرِ اقبال سے کئی کاٹ کر عہدِ غلامی کے دوران اپنائے گئے راستوں پر بگٹ بھاگتے چلے جا رہے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ قومی آزادی اور خود مختاری کی منزل ہماری آنکھوں سے غائب ہو چلی ہے۔ اقبال کو پڑھنا اور سمجھنا اس منزل کے نشانات کو سمجھنا ہے۔

اقبال کے تصورات کے عملی ممکنات میری توجہ کا مرکز و محور ہیں۔ میں نے اس کتاب میں تصورات کو عصری حوالوں سے سمجھنے اور پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ میری اس کوشش میں میرے رفیق کار جناب مختار احمد گوندل بھی برابر کے شریک ہیں۔ انہوں نے بڑی محبت اور محنت کے ساتھ اپنے کمپیوٹر پر اس کتاب کا مسودہ تیار کیا ہے۔ اس وقت مجھے عزیز ماہ فضاں احمد بھی بہت یاد آ رہے ہیں جن کے چیم اصرار پر میں ان منتشر مضامین کی شیرازہ بندی میں زیادہ تاخیر کا مرتکب نہیں ہوا۔ تزیین و اہتمام کے لیے میں برادر م نیاز احمد کا شکر گزار ہوں۔

پروفیسر فتح محمد ملک

۱۶۔ فروری ۲۰۰۲ء

۸۴۔ سی، سیٹلائٹ ٹاؤن،

راولپنڈی۔

اقبال اور شیطان کا سیاسی منشور

ان دنوں اقبال کا ایک شعر ہمہ وقت دل و دماغ پر منڈلاتا رہتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ وہ شعر آپ کو بھی سنا دوں۔

افغانیوں کی غیرت دیں گا ہے یہ علاج

ملا کو ان کے کوہ و دمن سے نکال دو

یہ شعر سن ۱۹۳۶ء میں منظر عام پر آنے والی کتاب "ضرب کلیم" کی ایک مختصر نظم بعنوان "ابلیس کا پیغام" اپنے سیاسی فرزندوں کے نام "میں آیا ہے۔ صرف چھ اشعار پر مشتمل یہ نظم گویا شیطان کا وہ چھ نکاتی سیاسی منشور ہے جو اُس نے آج سے پینسٹھ (65) برس پیشتر جاری کیا تھا۔ ابلیس کے سیاسی فرزند تب سے لے کر اب تک اس فرمان پر کار بند چلے آ رہے ہیں۔ قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ ابھی تک یہ فرزند ابلیس تازہ دم ہیں۔ آج کے عالمی حالات پر ایک نظر ڈالی جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ابلیس اور اُس کے سیاسی فرزند باطنی کی طرح مستقبل میں بھی اسی سیاسی منشور کی روشنی میں سرگرم عمل رہیں گے۔ ان دنوں ہمارے گرد و پیش کی دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اُس کی روشنی میں اس چھ نکاتی منشور کی ہر شق تازہ تر معنویت سے لبریز آنے لگی ہے۔ اس مختصر نظم کی عصری معنویت کے پیش نظر اسے ایک بار پھر پڑھ لینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

لا کر برہمنوں کو سیاست کے چچ میں

زناریوں کو دیر کہن سے نکال دو!

۱۰۔ افسانوں سے موت کے ارتقا نہیں ہار
 ۱۱۔ افسانوں سے موت کے ارتقا نہیں ہار
 ۱۲۔ افسانوں سے موت کے ارتقا نہیں ہار
 ۱۳۔ افسانوں سے موت کے ارتقا نہیں ہار
 ۱۴۔ افسانوں سے موت کے ارتقا نہیں ہار
 ۱۵۔ افسانوں سے موت کے ارتقا نہیں ہار
 ۱۶۔ افسانوں سے موت کے ارتقا نہیں ہار
 ۱۷۔ افسانوں سے موت کے ارتقا نہیں ہار
 ۱۸۔ افسانوں سے موت کے ارتقا نہیں ہار
 ۱۹۔ افسانوں سے موت کے ارتقا نہیں ہار
 ۲۰۔ افسانوں سے موت کے ارتقا نہیں ہار

ارن با سہی منشور د چوکی شق افغانستان سے متعلق ہے۔ شیطان
 افغانوں کی اپنی نیت و عینے یہی مسلك کے لیے بے حد خطرناک سمجھتا ہے۔ اس
 منظر کے حاکم رب افغانستان کے دو دہائیوں سے ملے ہوئے ہیں ہمارے ملک سے
 سے۔ افغانستان سے یہاں اور وہاں ہیں جس تک ملے ہوئے ہے شیطان کا
 سیاست پر ہمارے وہاں نافذ نہیں ہو سکتا۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اقبالی کی ساری
 کی ساری تاریخیں اس سے فیل ہوتی ہیں۔ ایک مقام ہے جہاں ملا کو میوہ کی طرح پیش کیا گیا
 ہے۔ یہ بات نے ہی ضرورت کی نہیں ہے کہ اقبالی ملا اور ملائیت کے بہت بڑے
 دشمن ہیں۔ وہ ملائیت ہمارے اصل پائین کی کی بازیافت اور اسلام کی وسیع النشر
 انسان دوست و حریت خواہ تنظیمی قافل کے خلاف کی رہو میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتے
 ہیں۔ وہ ہمارے حق کے فیضان و تعمین کی نعر سے دیکھتے ہیں۔ مگر ملائیت کو حقیقی اسرار
 کے لیے سب سے بڑا ختمہ و تصور کرتے ہیں۔ ان کے کلام میں غلط مل احمد مختیر ہے۔
 ممالک ان کے ہاں ان کے روپ میں ختم آتا ہے۔ مگر درج بالا نظم میں افغان ملا ان کا

باب مرتضیٰ کا مقرب بن کر نمودار ہوتا ہے۔ فغان مہر سے قلوب کی کس
تذیبت کی وجوہات افغانستان کی تاریخ سے برآمد ہوتی ہیں۔

مہرستانی وریہ فغان مہرستانی کے تاریخی مدار میں نمودار ہیں قہر پختہ کے
کیرم افغانوں میں ایسی خیمہ کا نمونہ ہے۔ اس نے اپنی کثرت اور اپنے ہزار
مہر سے بڑی ہوئی سامری و ہیستہ شستائی۔ رزم میں بھی اور ہزم میں بھی۔ اس
نے نہ خوف و نہ ہمت کے سامنے ہتھیار چھینک دینا تائب و تائب میں کیا۔ قلوب
مہر سے مل افغان کے ہمارے نشان سے اپنے مشہور سامریہ و شہادت
میں فغان مہر کے فخر و غصہ کی بڑی کیفیت نمودار ہوتی ہے۔ فغان ہرن کی
جہاں کے لیے اپنی رات میں پختہ۔ آواز کی جہاں کے لیے پر ہنگام کی جانب
سے پیش کی ہوئے کی دنیا کی تربیت و پاپ سے تیار نہ رہتا ہے۔

مہر سے فخر نیور، احمد تیرا ہے یا

خلعت اُمیریہ یہ چمک چمک چمک چمک

بڑی ہوئی ستھار اس خیمہ سے مندر و پیش کے سامنے پسپا ہوتا چلا گیا۔ افغان
مہر کے ہتھیار نہ اس کے قریب ہوئی ستھار کی سپاہ پر اندر زبوں۔ نہ نیچے جب مہر راہیہ
سامریہ کا نگہداشت افغانستان کے ہمارے قہر و ترقی کے ہتھیار میں برفی رزم و رپہ
تاریکی چھپے پر کا وہ ہور جا اور نہ ہی تہذیب کے ہمارے برفی رزم و رپہ کی وقایہ کرنے
یہ تیار ہوا۔ قلوب و کس کی یہ سامریہ افغانی بہت پیاری ہوتی ہے

تیری بے غمی نے رستم کی بے غمی کی

مہر کی نسل چمک رہے ہیں اپنا دین ایمان

اپنی نوا کی چمک

مہر کی نوا کی

ہتھونڈ کے پٹی غاب میں جس نے پاپ چاہا

اس بند کی اہلانی پر سہانی قہر

دنیا میں سب سے تہذیب انسان ہے
 جس نے دنیا میں سب سے زیادہ سکون

دنیا میں سب سے تہذیب انسان ہے
 جس نے دنیا میں سب سے زیادہ سکون

پیش قدمی کے لئے انسان نے اپنی زندگی میں سب سے زیادہ سکون
 کے لئے سب سے زیادہ سکون کے لئے انسان نے اپنی زندگی میں سب سے زیادہ سکون
 کے لئے سب سے زیادہ سکون کے لئے انسان نے اپنی زندگی میں سب سے زیادہ سکون
 کے لئے سب سے زیادہ سکون کے لئے انسان نے اپنی زندگی میں سب سے زیادہ سکون

فراق کے لئے موت سے ڈرتے نہیں
 روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دوا

یہ بات یاد رکھیں کہ ہرگز نہ ہو کہ فراق کے لئے موت سے ڈرتے نہیں
 ہرگز نہ ہو کہ فراق کے لئے موت سے ڈرتے نہیں
 فراق کے لئے موت سے ڈرتے نہیں
 فراق کے لئے موت سے ڈرتے نہیں

فکرِ عرب کو دے کے فرنگی تخیلات

اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دوا

عربوں کے ہاں پہلے فرنگی تخیلات آئے اور پھر فرنگی آیت۔ عربوں نے
 خوش خوش تخیلات اور آیت کا سنبھال لیا مگر بعد ازاں جب آنکھیں کھلیں تو پتہ چلا
 کہ یہ سب یہ تباہی کے یہ آیت اور ان کی نگاہوں کے لئے فرنگی سپاہیوں نے تو عمل کیا

اس کی طرف سے دینی اور ملی حیویت کے ساتھ ساتھ
 معاشرتی و معاشی مسائل کی طرف سے بھی اس کی
 طرف سے ایک نیا دور کی بات چیت میں درجہ اولیٰ کی
 بات چیت کی طرف سے اس کی اپنی اپنی بات چیت کی
 بات چیت کی طرف سے اس کی اپنی اپنی بات چیت کی
 بات چیت کی طرف سے اس کی اپنی اپنی بات چیت کی
 بات چیت کی طرف سے اس کی اپنی اپنی بات چیت کی

بات چیت کی طرف سے اس کی اپنی اپنی بات چیت کی

بات چیت کی طرف سے اس کی اپنی اپنی بات چیت کی

بات چیت کی طرف سے اس کی اپنی اپنی بات چیت کی
 بات چیت کی طرف سے اس کی اپنی اپنی بات چیت کی
 بات چیت کی طرف سے اس کی اپنی اپنی بات چیت کی
 بات چیت کی طرف سے اس کی اپنی اپنی بات چیت کی
 بات چیت کی طرف سے اس کی اپنی اپنی بات چیت کی
 بات چیت کی طرف سے اس کی اپنی اپنی بات چیت کی
 بات چیت کی طرف سے اس کی اپنی اپنی بات چیت کی

بات چیت کی طرف سے اس کی اپنی اپنی بات چیت کی

بات چیت کی طرف سے اس کی اپنی اپنی بات چیت کی

بات چیت کی طرف سے اس کی اپنی اپنی بات چیت کی

بات چیت کی طرف سے اس کی اپنی اپنی بات چیت کی

بات چیت کی طرف سے اس کی اپنی اپنی بات چیت کی

بات چیت کی طرف سے اس کی اپنی اپنی بات چیت کی

جی شریک ہے یہ مہزوں بہی افیون تھی
 و نہ تھی ہے یہ مہزوں بہی افیون تھی
 ہے یہ مہزوں بہی افیون تھی
 ہے یہ مہزوں بہی افیون تھی
 ہے یہ مہزوں بہی افیون تھی
 ہے یہ مہزوں بہی افیون تھی

ہاں میں ہے شریک ہے یہ مہزوں بہی افیون تھی
 ہے یہ مہزوں بہی افیون تھی
 ہے یہ مہزوں بہی افیون تھی
 ہے یہ مہزوں بہی افیون تھی

بہار است ہیں مجھ و شریک کی مچھرا
 یہ یوتھ روزگار، آئینہ مفر، آئینہ مفر
 ہے یہ مہزوں بہی افیون تھی
 جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرار آرزو
 خار خال اس قوم میں اب تک نشر آتے ہیں وہ
 کرتے ہیں اشک سحر گاہی سے جو ظالم و شؤ
 جانتا ہے، جس پہ روشن باطن ایام ہے
 مزدکیت فقیر فردا نہیں، اسلام ہے!

بلیس کو اس بات پر تو اطمینان ہے کہ دنیا کے اسد مہزوں بہی افیون تھی
 نفست میں مست ہے مہزوں بہی افیون تھی
 ہے یہ مہزوں بہی افیون تھی
 ہے یہ مہزوں بہی افیون تھی
 ہے یہ مہزوں بہی افیون تھی
 ہے یہ مہزوں بہی افیون تھی

جانتا ہوں میں یہ اُمت حامل قرآن نہیں
 ہے وہی سرمایہ داری بندہ مومن کا دیں

بائقوں میں۔ مشرق و اندیشہ کی رست میں
 سب یہ بیٹھنے لگے تھے۔ ہر دم کی تڑپیں
 مسرور تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔
 تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔ تھیں۔

ان ممکن صورت حال میں یہاں مستقبل کے اخراجات سے نمٹنے کے لیے
 ہمیں نے جو حکمت عملی وضع کی ہے اس کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ مسلمان بدستور عالم
 بدستور اور تارز رعیت سے ضرور ہر جائزہ بیت کے وحسدگوں میں مستور رہے
 تاکہ یہ "بہان بابت" شیطان کے پیوں کے تصرف میں رہے اور مسلمان تسخیر
 نسک و فائق کے فرض سے غافل ہو کر اس طرح کے سوالات پر سرکھپا رہے:-

"بن مریم! کیا یہ زندہ جاوید ہے؟
 ہیں صفات ذات حق، حق سے جدا ہیں ذات؟
 کہ وہ اب سے کبج ناصری مقصود ہے
 یا مجدد، جس میں ہوں فرزند مریم کے صفات؟

مردہ بنی میں تھی، یہ ہیں۔ یہ ہیں

کلی سرے بہتر تھے، مگر ان کے

میں لایا گیا ہے یہ ہیں، یہ ہیں

یہاں پہ قہر ہے یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں

یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں

یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں

یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں

یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں

یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں

یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں

یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں

یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں

یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں

یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں

یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں

یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں

یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں

یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں

یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں

یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں

یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں

یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں

یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں، یہ ہیں

بریتانیا کے سربراہوں کے لئے "مسلمانوں میں سے جو کتنی دھوکے سے یہ
قبول کیا ہے، اس پر توجہ دیتے ہیں۔ اس میں سے ایک مسلمانوں کے لئے
"سید محمد ہدایت الدین" کے نام سے آغا خان کے نام اپنے خود میں قبول کیا گیا
ہے۔ بائیکاٹ کا سبب بتاتے ہیں۔

"It is with the greatest pain that I am
writing this letter to you. I have watched
the activities of our Muslim Delegation
from the very beginning. Their secret
maneuvers, the intrigues or even disloyalty of
some of the members have pained me very
much. Disgusted with such behaviour I am
extremely sorry to inform you that from
today I shall have nothing to do with what
must be described as a shadow cabinet of
the Muslim Delegation." (۲)

سید محمد ہدایت الدین کے نام اپنے خود میں "سید محمد ہدایت الدین" کے نام سے
سیوا کی زندگیوں پر اپنے عدم اعتماد کا اظہار کرتے وقت قبول اپنے بددلتی و
چھپانے میں ناکام نظر آتے ہیں۔

"Thanks for your letter which I
received a moment ago. I am sorry to tell
you that I felt extremely pessimistic about
Muslim demands in England and that state
of mind still continues. Experience has

taught me that very few men should be trusted.

As to your proposed deputation I do not wish to say anything for the present. As I know I shall be presiding over the deliberations of the committee of council, I dare I must, I think, reserve my views as to what the Muslims of India should do now that their demands have received practically no attention from the Premier." (۲)

یہیں اس بات کا تذکرہ ہے کہ انگریزوں نے انگریزوں کے اقبال کے مذکورہ بالا خطبہ کے تحت میں بہت بڑی اور بڑی شخصیات کے ہندوستانیوں کے حقوق سے ناگہانی و جبری تدبیریں اختیار کیں۔ ان میں میز کانفرنس کے مسکن مندوبین کی سرکار پرستی، ان کے انہوں نے مسکن مندوبین کے مشورہ و اختیار کے نام پر فریق و اپنے اپنے حال پر اپنے اپنے راستے کا انتخاب کریں۔ یہ وہی راستہ ہے جس کی نشاندہی وہ مسکن مندوبین نے کیا ہے۔ یہ خطبہ ہے کہ ان میں بڑے بڑے مسکن کثرت کے مسکن مندوبین کے مسکن مندوبین نے کیا ہے۔

گول میز کانفرنس کے بعد انہیں "اتحاد مسلم" کے فہرستیں میں منعقد ہونے والے اجلاس میں شرکت کرنا تھی۔ چنانچہ وہ فرانس میں برگساں اور لوکی مشینوں اور ٹیلی میں مسکن مندوبین کے سابق ہندوستانی مسکن مندوبین سے ملنے کے بعد "اتحاد مسلم" کے ہندوستانی مسکن مندوبین کی طرح ہندوستانی مسکن مندوبین کی کانفرنس سے جہی وہ کانفرنس کے اختتام سے پہلے ہی کہ "اتحاد مسلم" کے

۱۔ راجہ راجہ کے لئے راجہ راجہ کے لئے راجہ راجہ کے لئے
 ۲۔ راجہ راجہ کے لئے راجہ راجہ کے لئے راجہ راجہ کے لئے
 ۳۔ راجہ راجہ کے لئے راجہ راجہ کے لئے راجہ راجہ کے لئے
 ۴۔ راجہ راجہ کے لئے راجہ راجہ کے لئے راجہ راجہ کے لئے
 ۵۔ راجہ راجہ کے لئے راجہ راجہ کے لئے راجہ راجہ کے لئے
 ۶۔ راجہ راجہ کے لئے راجہ راجہ کے لئے راجہ راجہ کے لئے
 ۷۔ راجہ راجہ کے لئے راجہ راجہ کے لئے راجہ راجہ کے لئے
 ۸۔ راجہ راجہ کے لئے راجہ راجہ کے لئے راجہ راجہ کے لئے
 ۹۔ راجہ راجہ کے لئے راجہ راجہ کے لئے راجہ راجہ کے لئے
 ۱۰۔ راجہ راجہ کے لئے راجہ راجہ کے لئے راجہ راجہ کے لئے

[illegible]

اقبال کی اس کشتیوں روشنی میں اگر ہم اپنا یہ کشتی رو یک مرتبہ پرچیں تو پتہ چلتا ہے کہ اس شمع کا فوری خطرہ وہ بھی مایوسی ہے جس نے لندن کی عورتوں میں کانگریس اور معاشرہ اسلام کی کاجیس کے دوران قبا کی عوائق گرفت میں لے لیا

[illegible]

میں نے وہاں سے اپنے ہاتھ

پھیر کر اپنے پاس

میں نے وہاں سے اپنے ہاتھ
 میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے
 میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے
 میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے
 میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے
 میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے
 میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے
 میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے

میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے
 میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے
 میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے
 میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے
 میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے
 میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے
 میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے
 میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے

میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے
 میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے
 میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے
 میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے
 میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے
 میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے
 میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے
 میں نے اپنے ہاتھ سے وہاں سے

جو وہ مسکرتہ میں سپرد و سفید کے ہاتھ ہیں ان میں سے پتھر جان

میں نے مرثیہ خوب چائے ہاتھ لگائی، مگر میں سے پیوں کہ مرثیہ بننے
 میں بہت سی کتابوں میں میری ہر مرثیہ میں ایسی باتیں ہیں جو انہوں نے
 نہ کہہ سکتے تھے، ان کی یہ باتیں بہت سی تھیں، انہوں نے مرثیہ
 لکھنے میں ان کی ریب سے کچھ بھی نہیں کیا۔ پہلے وہ مرثیہ لکھتے تھے
 کہ یہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ میں مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ
 میں مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ
 میں مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ

میں نے مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ
 مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ
 مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ
 مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ
 مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ
 مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ

حوالہ

۱۔ یہ حصہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ

۲۔ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ (Letters and Writing of Iqbal) ۱۹۸۰ء، (۱-۲)

۳۔ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ

۴۔ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ

۵۔ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ

۶۔ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ مرثیہ

مہربانی سے نہ ہونے لگی تھی
پہلے ہی ہاتھ لگنے سے ہوشیار ہو گئی تھی

وقت بڑھنے سے نہیں رہیں ناگہانی
یہ سب کچھ پہلے ہی میں جانتی تھی

میں نے سب کچھ سیکھ لیا، سب کچھ سیکھ لیا
بہت جلد سے ہی میں نے سب کچھ سیکھ لیا
میں نے سب کچھ سیکھ لیا، سب کچھ سیکھ لیا
میں نے سب کچھ سیکھ لیا، سب کچھ سیکھ لیا
میں نے سب کچھ سیکھ لیا، سب کچھ سیکھ لیا

میں نے سب کچھ سیکھ لیا، سب کچھ سیکھ لیا
میں نے سب کچھ سیکھ لیا، سب کچھ سیکھ لیا

میں نے سب کچھ سیکھ لیا، سب کچھ سیکھ لیا
میں نے سب کچھ سیکھ لیا، سب کچھ سیکھ لیا

میں نے سب کچھ سیکھ لیا، سب کچھ سیکھ لیا
میں نے سب کچھ سیکھ لیا، سب کچھ سیکھ لیا
میں نے سب کچھ سیکھ لیا، سب کچھ سیکھ لیا
میں نے سب کچھ سیکھ لیا، سب کچھ سیکھ لیا

میں نے سب کچھ سیکھ لیا، سب کچھ سیکھ لیا
میں نے سب کچھ سیکھ لیا، سب کچھ سیکھ لیا

میں نے سب کچھ سیکھ لیا، سب کچھ سیکھ لیا
میں نے سب کچھ سیکھ لیا، سب کچھ سیکھ لیا

[illegible]

۱- این کتاب را به مناسبت روز دانشجو تقدیم می‌کنم.

— — — — —

تاریخ و تمدن ایران

$\frac{1}{2}$ $\frac{1}{3}$ $\frac{1}{4}$ $\frac{1}{5}$ $\frac{1}{6}$ $\frac{1}{7}$ $\frac{1}{8}$

تاریخ و جغرافیہ

روغن شکر در دست و پایی — جگر و سینه و شکم —

شروع ہوا۔ جانی کی موت سے آگے نہ بڑھا۔

نہایت سادہ و سلیس۔ پیریں پر نہایت عمدہ شے ہے

نہایت ہی عمدہ اور خوبصورت ہے۔

بہارِ سورت کی مٹاؤں میں جس قدر تیزی سے لڑا گیا ہے، وہاں کی جگہیں، وہاں

کے متذکرہ یہ کہ جو اس میں مذکور ہے اس کی پیروی کرنا چاہیے اور اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

بیدری، اچائی، اور خودمختاری سے خوف آنے لگے اور وہ اس قدر میں مبتلا ہے۔

آشورا جو نہ چلے شمع بجی رہی ہے

خیر اس میں ہے: قیمت تک رہے بڑھیں خیر

چچوڑ اور اس کی شہر سے جہان آباد

ہر نفس ڈرتا ہوں اس امت کی بیداری سے میں

بے حقیقت جس کے دین کی احتساب کائنات

مگر سچائی سنا ہے۔ اپنی بیسی قیمت مٹائی۔ حسب سابق پڑا۔

جوتے کی امید کو بھی بے -

چشم را سے رہے پوشیدہ نہیں کرنا خوب

یہ نصیحت ہے کہ خود مومن ہے محروم یقین

سے ملتی رہتی ہے۔ یہ توحید میں جمع کرنے

پر ایک ہی جہت کی توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔

مگر یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔

یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔

یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔

یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔

یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔

یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔

یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔

یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔

یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔

یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔

یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔

یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔

یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔

یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔

یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔

یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔

یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔

یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔

یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔

یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔

یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔ یہ توحید ہے۔

اقبال قرآن اور پاکستان

قبول سے ہیں ہمیں امتیازی توجہ، یہ تان سے حسرت تانی سے
 زمین و آسمان سے ملتی جلتی ہوتی ہے یہی تانوں کا جگہ قبولی یہ
 ہماری منہ پر ہوتی ہے اس سے غریب، شرمیلی ہیں

ہمارے ہیں، قس، ہمیں دیتے ہیں
 اس سے ہمیں ہر لمحہ ہوتا ہے تانی
 نئی نئی ہر مسئلہ ہے کہ ناس ہے کرب
 کہ سکھاتی نہیں مومن و مانی سے حریق

تمہاری باتیں کہانی ہر لمحہ قبول، مساف سے مجھ سے تانی قرآن
 سے ہیں کہ میں ہر لمحہ پاکستان دشمن قوتوں کے ساتھ ہوتی کی نجاش
 مجھ کو نہیں، نتیجہ یہ کہ ناس ہوتی ہے تانی ہر لمحہ قبول
 ان سے ہر لمحہ ہمیشہ برکتی ہے اور ہر لمحہ مستحق یہ ثابت کرنے کے لیے، ان
 ہر لمحہ تانی کرنے میں مصروف ہیں کہ تانوں سے اقبال کا سر سے تانی
 تانی کی نہیں۔ اقبال اور پاکستان کے ہر لمحہ سے یہ بحث کی نہیں، بہت پرانی ہے۔
 ن چاہتے ہیں قرآن اور پاکستان کی منظوری کے بعد ہندو اور چند کانگریس نواز
 دانشوروں نے یہ بحث چھیڑی تھی جسے خود قادیان شرم نے اپنے انجام تک پہنچا دیا تھا۔
 بابہ قادیان نے جہاں یہ اعلان کیا تھا کہ قبال میرے دوست، فلسفی اور رہنما تھے وہاں

۱- در صورتی که یک نفر از اعضای هیئت مدیره
 یا یکی از مدیران عامل شرکت به دلیل تخلفات
 مالی و اداری از سمت خود برکنار شود
 و این امر منجر به بروز مشکلاتی برای
 شرکت گردد، در این صورت باید با مراجع
 ذیصلاح گزارش داده شود تا اقدامات لازم
 را اتخاذ نماید.

[illegible][illegible]



کے لیے۔ ہاں وہ کسی بھی طرح نہیں مراس کا جو کہ میرا ایک نئے کتاب سے بہت ہے۔ اس کا مقصد ان کے تعلیمات سے کتاب درست وقت انہیں مسلمان ہو کر اس پر عرب، اہل بیت اور خارجی استہرا کے زمرے پر ترست بھی نہیں کرتے ہیں۔ یہ عرب، اہل بیت و خارجی، سامانی کا یہ ہے کہ مقصد ان بھی تک پہنچانے پر ہیں۔ یہ مشاوریہ بھی ہے کہ یہ کیوں نہیں پائی کہ۔

مشاوران

[illegible]

مذہب کی صورت میں تو یہ سب کی سب باتیں پوری ہوتی ہیں۔
 لیکن یہ سب باتیں تو سب کی سب باتیں ہیں۔
 لیکن یہ سب باتیں تو سب کی سب باتیں ہیں۔
 لیکن یہ سب باتیں تو سب کی سب باتیں ہیں۔

[illegible]

اقبال، پاکستان اور سپید علی میاں

نزدیک چھ سو سال پہلے اورانیہ — اس کے تلوں، عرض میں قلم متعدد، اپنی اپنی ارتدہ، اس ڈرائیو، رستمہ کہنے، نیا کہ دیندار مسلمان علی میاں کے سمجھتے سے چار سو سے اپنے خالق تئیں سے چار سو ہے۔ تجدد دین اور احیائے ملت کے لئے یہ روایت سفت مجاہد اپنی آخری سانس تک، ارشادِ عمت، دین ہوا خود تو، رشتہ میں، غل ہو گیا، مگر ساری زندگی کو ایران کر رہا۔

یہ نیا ہے۔ ساری خوش بختی ہے کہ موہنا سدا ابوالحسن علی ندوی کی علمی اور دین تسمیت قبال کی شاعری کی رون پر رتب و ہوا میں بڑے بار بار تھی۔ اقبال سے اپنی تشدید و محبت کی کہانی خود موہنا نے اپنی ایک تحریر میں یوں سمیٹا ہے:

میر کی شاعرانہ اس عہد میں ہوئی جب اقبال کا فن شہرت کے بومعروف پہنچ چکا تھا۔ قبال کا عہد پر جو اثر تھا اس کی مثال کسی دور زمانے کے شاعر و دیب میں نہیں ملتی۔ کلام اقبال میر کی پسند کے معیار پر پور نہ اترتا اور میر کے جذبات و محسوسات کی ترجمانی کرتا ہے۔ میر کے فکر و عقیدہ کے ساتھ ہم آہنگ ہی نہیں بلکہ اکثر میر کے شعور اور احساسات کا بھی ہم نوا بن جاتا ہے۔ انہیں میں نے ادبی معنی میں محبت اور ایمان کا نوافل شاعر پایا اور اپنے بارے میں گوئی یہ ہے کہ جب بھی ان کا کلام پڑھا تو دل جوش سے اماند نہ

سے آگے میں اور سامنے پہنچا رہے ہیں۔ چاروں ایک نکل
 جاتا ہے تاکہ وہ یہ بات نہ کہے کہ اس نے یہ بات اس اور میں
 چل سکتے ہیں اور کامیاب ہوتے ہیں۔ (۱۱)

ہماری دیران حقیقی میں تازہ کاریوں اور نئے خوب میں اس حالت میں
 سے اس میں اس میں قیام میں تمام میں اس میں اس میں اس میں
 یہ نشان میں قیام سے تمام یہ نشان میں اس میں اس میں اس میں
 سے اپنی محنت سے اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں
 اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں
 ہاتھ میں ہاتھ رہتا ہو۔

جب تک ہمیں تھکنوں کی غارت اور فدا کا یہ کام ہے
 اس سے اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں
 پہلے اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں اس میں
 زور اندازی اور غواہ کی دولت کا بے حیائی کے ساتھ استعمال ہے
 اور ہمیں اس حد تک چاروں ہے جب تک اس میں اس میں اس میں
 درستی اور اس کے فسون سے قیام زیب داستان اس میں اس میں
 جب تک جہالت و ناخواندگی عام ہے جب تک اس میں اس میں
 علم کے دین اور رہنمائی سے اپنے دینی فریضوں اور اس میں اس میں
 انھیں اس کے سامنے کلمہ حق کہنے کی جرأت سے محروم ہیں اور مناصب اور
 عہدوں کے لیے شمشیر یا غیر ہم فتنہ کی مسائل پر جنگ و جدال اور
 زور آزمائی اور اس کی ان کی روایت میں رہتی ہے اس وقت تک یہ
 ممانعت اخلاقی و سیاسی انتشار سے اچھا اور سیاسی و فونی انتہا ہوت
 کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے یہ ہم ایک کشش فتنوں کے وہانہ پر
 کھڑے ہوئے ہیں جو کی وقت بھی پھٹ سکتا ہے۔ (۱۲)

[illegible]

مدامہ اقبال، اہل مہینہ اور ترک فرنگ

قبول نے یہ مدنی مدت دراز سے موت و قیامت کے چرے میں

نہیں دیکھا ہے

بہاؤ الدین نے اہل تارہ سے کہا

کہ ایک نشست سے موت نہیں بھانپیں

تو یہ یہ کہ نام قبول و محبوب پرستان اور شہرہ و مقوہات میں ہر

قبول و شہرہ سے روشنی بیٹے سے نکال دی ہیں۔ نریشیہ نے سہری کے ارمان کو قبول

کے لیے کیا ہے یہاں کے اندر ایک ہی دنیا پر کر کے کیا ہے امریکہ سے

ہے نشست و آمد کرنے میں مصروف رہے ہیں۔ فانی نے دیر مستقریت سے

بے شک راز کے کہ بدلتے اب پر پرستان اور شہرہ کو کیا کر کے بہت پڑنا

تھی نہ پڑی۔ تم سے اپنی زندگی و جنت پانے کے فرشتے سے راز دانی ہے شہرہ

نے۔ قیام یہ فکر قبول سے خوف سے اس وقت ہر نکلے ہیں نصحاء کے اندر میں

میں، مہدیوں ہر نے میں مصروف ہیں، فکر قبول کے اثبات سے مل ایمان

تو، مہدیوں نے بھی نصحاء میں کیا ہے۔ حق ہے

جہاں میں اہل ایمان صورت خورشید جیتے ہیں

اتر اتر اتر اتر اتر اتر اتر اتر اتر

اگر اہل شریعت سے کہ مسابق سہری منہ کی تک ایمان کے مقصد

سے جتنے نہ تھے کہ یہ درمیں دیواروں و قوت و قوت

تیں فریب و شہسب سے کل تیں تیں تیں تیں

توں نے تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں

تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں

تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں

تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں

تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں

تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں

تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں

تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں

تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں

تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں

تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں

تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں

تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں

تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں

تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں

تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں

تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں

تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں

تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں

تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں

تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں تیں

— — — — —

— — — — —

قبائل نے دوست دشمن اور بیچنی مغربی سامانی کی پوسٹ سے تیار
 رہے اور اس لیے وقت شور و آواز تھا۔ یہ وہی متدرونیہ مغربیوں کا جو کہ
 شرقیوں کے بارے میں دوستی کے شرکیں کی وجہ سے اپنی تقدیر مغربیوں کے
 ساتھ جوڑ دی۔ قیاس یہ ہے مغربیوں کی تقدیر کی پاموں کے حسب سے یہ کہ یہ
 حیرت میں مبتلا رہا یہ تو حاکمینی کے اپنے کتاب میں برعکس خدشہ چاہتا ہے کہ یہ
 سامانیوں کے لئے ہے یہ شرقیوں میں تین تینوں بزرگ یعنی امریکہ کے امر
 فریب میں کچھ بزرگ رہا ہے۔ یہ خدشہ درست ثابت ہوا۔ مغرب کے پانچوں کے
 لئے ہمارے اب بھی وہی ہے اس کی شانہ و بزرگی پہلے قبائل پر چلتی ہیں

ہر مئی مئی سے — اقوام شرق

بہت اہم قومیں ہیں شرقی۔۔۔

قبائل کے سوویت معشرے اور پیش قدمی کے برے خصلت کے
 احساسات یہ تھا کہ وہ بوجہ و تدارک مسلسل بنانے کے فرش سے تختہ سے ہوا
 ہے۔ معشرے کوئی سے تباہی کی جانب سے۔۔۔ ہندی جانب دامن متحرک رہنا
 زندگی کا ناگزیر مقابلہ ہے۔ اس تقاضے سے عہدہ برآ ہونے کی خاطر سوویت
 معشرے پر قرآن حکیم سے روشنی لینا لازم آتا ہے۔

داستان کہنہ شستی باب باب

فکر را روشن کن از ام الکتاب

با سیر فاماں ید بیضا کہ داد؟

مژدہ لا قیصر و کسری کہ داد؟

در گزر از جہود ہائے رنگ رنگ

خویش را دریاب از ترک فرنگ

رزم غریب باشی زجر
 رہتی بندر، شیری پیشہ
 پیرت قرآن، خدوہ پیغمبر
 تسلیم بندہ بابر، بابر
 بندہ مومن ایس، حق باب ست
 یحیٰ حق، شے کہ غیبی باب ست
 یحییٰ قرآن، تارین، شے
 یحییٰ باب، جان، شے
 غائب، میہ، کچھ، باب ست
 یحییٰ، باب، غیب، باب ست

نئی نیا تہذیب ہمارے مکتب نے اپنے ذہن میں یہاں تک ہے۔

”ورپا پروف صاحب، میں آپ سے جی ہوں گا کہ اسلام کے
 بارے میں سنجیدگی سے تحقیق اور غور کریں۔ اس سے نہیں کہ اسلام
 مسلمان قوموں کو آپ کی خدمت سے بددعاں دینے کہ اسلام کے حق
 اور انسانی قدر و قیمتوں کی نجات کا وسیلہ بن سکتے ہیں اور انسانیت کی
 مشعلات کی مشعل شامی کر سکتے ہیں۔ یہ دہندہ جب جس کے ایران و
 سپر طاقتوں کے مقابلے میں چہان کی مانند مضبوط اور استوار رکھا ہے،
 میٹر کے لیے فیون ہے؟“ استہ دہندہ جب جو کہ اسلامی
 ور غیر کے لیے مکتب کے ہائی اور خدائی رہا ہے اور اسے دہندہ
 طاقتوں اور سپر طاقتوں کے سپر کرنے میں مددگار ہوں اور ہانک
 اس اعلان کریں کہ اس سیاست سے جد ہے وہ واقعی میٹر کے
 کے لیے فیون کا اثر رکھتے ہیں لیکن ایسا مذہب نہ کہ تحقیقی مذہب نہیں
 ہے بلکہ اس قسم کا مذہب ہے جسے ہمارے ملک امریکی مذہب کے نام

میں نے اس وقت
— فرشتے اور فرشتے
وقت میں ہر لمحہ
میں ہر لمحہ ہر لمحہ

قبول کیا ہے۔ مغرب کے بعد صبح کے بعد
ہر لمحہ میں اس وقت سے رہا ہے۔ یہ صبح کی تہنوں کے بعد
میں رہا ہے۔ یہ صبح کے بعد صبح کے بعد
یہ صبح کے بعد صبح کے بعد

اب یہاں تازہ کا پیغام تھا جن کا حضور
کے پیغام کو جن کی پیغام
مردہ کا مردہ جن کی شورش کرتا تھا
آئی آزاد زنجیر کو ہر

مگر پھر سرحد یہ ہوا کہ مسلمانوں کے ارادت و ہمت کی فتح کے بعد
سے مغربی ہاتھوں کو غنیمت ہوئی۔ مسلمان پانچ سو سال تک خواب غفلت میں پڑے
سے رتبہ اور مغربی دنیا مسلمانوں کے علوم و فنون و ہنر و ترقیوں سے ہمکنار رہنے
میں مصروف رہی اور نت نئے کشفات اور ہر آن نئی ایجادات سے ثروت مند رہتی
رہی۔ جب مسلمان صدیوں کی کہر کی غیند سے بیدار ہوئے اور مسلمانوں کی نئی سیریں
مغربی تہذیب کی جانب والہانہ انداز میں پیش قدمی کرنے لگیں تو قبائل راستانوں کی
بڑھیا کی مانند ہر ایک وقت ہنس بھی پڑے اور رو بھی دیے۔ قبائل بحد خوش ہوئے
کہ مسلمان علم و حکمت اور ایسی دو اختران کے میدانوں میں اپنی پانچ صدیوں کی غفلت
کی تلافی کرنے نکلے ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ اس گمان میں مبتلا بھی ہوئے کہ ہمیں یہ
دک مغربی تہذیب کی اندرونی حرکی رو تک رسائی حاصل کرنے کی بجائے اس کی

شعبہ رسالت میں مغربی تہذیب کی اصل ندرت کی طرف سے روئے کرنا اور اس سے
 باخبر ہونا ایک قریبی حق اور مغربی تہذیب کے کمالات کو اسلامی فہم کی قیادت میں
 کی تشکیل دینا تھا۔ مغربی تہذیب کے تمام اہم عناصر میں پچاسویں صدی سے قبل
 کہ آئن سٹائن کی شہسوار میں مغربیت اور جدیدیت کے نام پر مغربی ممالک میں
 اور نہ تسلیم کیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ مغربی فہم اور مغربی فہم کے اندر وہی
 کی خواہش رہی ہے۔ اس میں کی زندگی و زندگی کی مغربی کی بدترین مثال
 کی حاملہ ان رہتے ہیں۔

یورپ کی استعماری طاقتوں کی ریشہ دانیوں اور پہلی صورت میں سے ہونے
 سے قبل تہذیب کی تباہی کے بعد کی فتنے کے بعد سے کی تہذیب و اقباں کے
 اسلامی مشرق کے لیے ایک بے حد نیک فال سمجھا تھا اور اس کی تہذیب کی قیادت سے
 ہاتھ بہت کی خوش آمد و قیادت وابستہ رہی تھیں۔ یعنی سدھات کے زیر اثر تہذیب
 میں جدید جمہوری وروں کے قیام و اقبال کے تمام مسلمان ممالک کے لیے یہ
 قابل تقلید اقدام سمجھا تھا۔ قدامت پرست اور کوتاہ اندیش مذہبی رہنماؤں کے "ترقی
 جموں" میں بھی انہوں نے تہذیب کا دفاع کرتے ہوئے سے پچاسویں صدی میں
 مگر بہت جلد وہ ترکوں میں یورپ کی گورانہ تقلید پر تشدد کرنے لگے تھے۔

ترک را بہنگ نو در چنگ نیست
 تازہ اش جز کہنہ افرنگ نیست
 ترک از خود رفتہ و مست فرنگ
 زہ نوشیں خورده از دست فرنگ
 بندہ افرنگ از ذوق نمود
 می برد از غریباں رقص و سرور

قبل بہت جلد اس نتیجہ پر پہنچ گئے تھے کہ ترکی کا حکمران طبقہ یورپی ہووے
 میں پڑ کر اپنا تہذیبانہ بار بیٹھا ہے۔ جدت کے نام پر وہ یورپ سے جو معیار و اقدار

مسابک سے تصفیہ رشتے ہیں۔ کی محنت کی ہے۔ مسلمانوں کی آزادی کی تحریکوں
 کے ذریعہ اور رشتے کی تباہیوں نے بھارت اور امریکہ کے ممالک کے ان
 واپسیوں کو، کے رجحان نے۔ طب و اعلیٰ بنیادوں کے دوران بھی ترقی اور امریکہ
 کی ترقی کی مشقوں کے محسوس ہیں، اور ان کی ترقی نہیں آتا۔ مگر یہ یارپ ہے۔
 ان "قریبانوں" سے باہر بھی اور ترقی و پورے ترقی کی رویت دیکھتے ہیں۔

ترقی کے ساتھ ساتھ مغرب کی ترقی بھی اور غلامانہ بیرونی دنیا میں
 نمایاں مثالیں رہا شاہ و بیرونی کا ایران ہے۔ چپ نام کے مسلمان ہونے پر بھی
 معذرت خواہ حکمران خاندان، ایران، مشرق کا، مگر رینڈ ہائے کی دھن میں سہا
 جاتے، اکتے بیٹے افرنگ سے درمیانیت سے۔ ترقی و ترقی کی پرورش میں
 رہا کرتا تھا۔ چنانچہ اسلامی حریت و مساوات اور اخوت و احسان کے تصورات ہونے،
 تحریک کا نشانہ بناتے ہوئے اس کے نسلی قومیت اور مغربی قومیت کے مدد
 مغربی تصورات و پناہ اور یوں شہنشاہ آریہ مہر کے سب سے بڑے ہوں۔ اور شہنشاہ
 ایران اس جاہلیت جدید و ترقی پسندی و رینڈ ہائے نسلی قرار دیتے ہیں منصفانہ
 اور دہر بقول فینش احمد فینش۔

دشت شب میں اس گھڑی چپ چپ ہے شاہدوں
 ساقی صبح طرب، نغمہ بلب، سرخ بکف
 وہ پہنچ جائے تو ہو گی پھر سے برپا انجمن
 اور ترتیب مقام و منصب و جاہ و شرف!

سات سمندریار دیار رنگ میں بیٹھے ہوئے آیت ہمدردی احمد فینش کے
 خطبات پر مشتمل آڈیو اور ویڈیو میسٹ مسجد و خانقاہ سے لے کر وید و پارک گروتس
 رہے تھے اور ڈاکٹر علی شریعتی "حسینیہ ارشاد" کے دینی پیٹ فارم سے فقہ اقبال و
 ایرانی نوجوانوں کے دل و دماغ میں اتارنے میں مجھوتھے۔ رفتہ رفتہ ایران کے عوام کی

کے تین اور شہر اب میں خائف ہو چکے ہیں۔ فخر اقبال میں پاشیدہ صدائیں عام
ہے۔ میں اور اس کے

یہ مصلحتی نہ رہا۔ تیرے میں سے نہ ہو سکتا
کہ میں شرقی دنیا کی تلاش میں جا رہا
ہوں۔ میں نے ترقی کی بات کرنا شروع کر دی ہے۔ اس کی انتہا اب کے قریب
تو ہے جس حد تک اس کی حقیقت اور اقدار کی بات کرنا شروع کر دی ہے۔
محبت اور قہر، یہ ہیں جو ہمہ نیست
ہیں۔ ہمہ نیست، ہمہ نیست
ہمہ نیست، ہمہ نیست، ہمہ نیست
مغربی، یہ ہیں جو ہمہ نیست
ہیں۔ ہمہ نیست، ہمہ نیست
ہمہ نیست، ہمہ نیست، ہمہ نیست

رفتہ رفتہ پورا زمین آریہ کی شہنشاہیت اور عربی جمہوریت کے مدمقابل
تجارت، اپنے اپنے ممالک پر نکل آئے۔ مشرق کی بے چین رہن "مغربی شہنشاہان
یہ کہ ان کے آئینوں کے ساتھ "خویش رہا" یہاں از ترس "فہم" کے جہاد پر نکل
آئے۔ انہوں نے اس جہاد کی رائے کے طور پر صدائیت کی اور ہی پیش کردی کہ "نہ تحت و
تاج میں، کے شہر، سیاہ میں ہے، جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے" شیطان
بے رہ نے رات کو اب عام کر آ رہا دیکھا، جنہاں تک مسیحا کر دی گرا اب تک ایران کا
یہ کہ انتداب مشرک سے متشکک ہو چکا ہے۔ یہاں ہے۔ آج دنیا اسے انتداب مسلسل بنتا
آجی رہی ہے اور میں جیسا سوچ رہا ہوں کہ ہمارے "مصلحتی اقبال" کے اس مشورے پر
دن کیوں نہیں اترتے؟ یہ بڑی آئی سو کہ تو مشرقی!

تو کہ ہے جب بھی کہ فہم کی بات پیچھے کی جاتی ہے۔ ان فہم کے
میراثی، یہی ہیں اور ان کی محبت میں اور زیادہ رنج و غم ہے۔ یہی ہے اور وہ

انکس انی صوریہ شہود بنائے اور بعد ازیں ان کے قتل کی خبروں نے
 ان کے دل میں بڑی جھنجھٹ پیدا کر دی۔ یہ خبریں ان کے دل میں
 اور اس امر کے ساتھ ساتھ ان کے دل میں انکس انی صوریہ شہود بنائے
 ان کے دل میں بڑی جھنجھٹ پیدا کر دی۔ یہ خبریں ان کے دل میں
 ان کے دل میں بڑی جھنجھٹ پیدا کر دی۔ یہ خبریں ان کے دل میں

عجب سحر و سحر کے قتل کی خبریں ان کے دل میں
 ان کے دل میں بڑی جھنجھٹ پیدا کر دی۔ یہ خبریں ان کے دل میں

اس حقیقت پر غور و فکر کی ضرورت ہے کہ یہ خبریں ان کے دل میں
 ان کے دل میں بڑی جھنجھٹ پیدا کر دی۔ یہ خبریں ان کے دل میں
 ان کے دل میں بڑی جھنجھٹ پیدا کر دی۔ یہ خبریں ان کے دل میں
 ان کے دل میں بڑی جھنجھٹ پیدا کر دی۔ یہ خبریں ان کے دل میں

میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ ہم نے اپنے لیے
 دنیا کی زندگی میں ہی ہر شے کو حاصل کر لیا ہے۔ دنیا چھوٹی ہے۔
 اس لیے اسے اپنے لیے کچھ نہیں رہتا۔ اس لیے اسے اپنے لیے
 کچھ نہیں رہتا۔ اس لیے اسے اپنے لیے کچھ نہیں رہتا۔
 اس لیے اسے اپنے لیے کچھ نہیں رہتا۔ اس لیے اسے اپنے لیے
 کچھ نہیں رہتا۔ اس لیے اسے اپنے لیے کچھ نہیں رہتا۔
 اس لیے اسے اپنے لیے کچھ نہیں رہتا۔ اس لیے اسے اپنے لیے
 کچھ نہیں رہتا۔ اس لیے اسے اپنے لیے کچھ نہیں رہتا۔

دنیا کے اسلام کا قیام کیا ہوگا؟

اس کی بنیاد پر ہر مذہب سے مل کر ایک نیا مذہب بنایا جائے۔
 اس میں ہر مذہب کے بہترین اور سب سے اچھے حصے شامل ہوں گے۔
 مغربی رسمیت کے درمیان کشمکش اور تصادم میں دنیا سکین سے سکین تر ہوئی چکی ہوگی۔
 پھر وہ چند روئے آئے۔ طرف عام میں "حجاب" کہتے ہیں اس تمدنی اور سیاسی جنب
 کا سب سے بڑا ٹھکانہ بن کر رہا ہے۔ ترکی کا حکمران جسے جو مغرب کی تمدنی اسناد
 تقصید کو سیکولرزم سمجھنے کے معنی میں ہوتا ہے، "حجاب" کو انتہائی سودا کی حالت
 قرار دیتا ہے۔ جتنا بچہ خواتین کو حجاب کے ساتھ ملنے سے روکتا ہے اور سڑکاری
 تزیینات میں شامل ہونے سے روکتا ہے۔ کی بھی سڑکاری دانش کا دہشتہ یا ہمارے
 میں خواتین کے سر ڈھانک کے داخل ہونے پر پابندی کا ندی جا چکی ہے۔ یہ پابندی
 اسلام اور سیکولرزم ہر دو کی روح کے منافی ہے۔ سیکولرزم مفاد اور محض معنی ورق وانی
 بہانہ ہے۔ اصل تصادم مغربی نظریہ و قد ار و مسلمانوں کے مشرقی نظریہ و قد ار کے
 درمیان برپا ہے۔ دنیا کے مختلف خطوں کے مسلمان اپنی اسلامی شناخت کو بچانے اور
 اس پر فخر کرنے کے لیے ہیں۔ اس اسلامی شناخت سے پھوٹنے اور اسے نمایاں سے
 نمایاں کرنے والی اقدار کے سامنے مغربی نظریہ و قد ار پس ہونے لگا ہے اس صورت

میں نے دیکھا ہے کہ اس کے ساتھ ہی کہہ رہے ہیں۔ وہ ارکان اس میں ہیں
 میں نے دیکھا ہے کہ اس کے ساتھ ہی کہہ رہے ہیں۔ وہ ارکان اس میں ہیں
 کے۔ اس کے اپنے ہر ارادے کے لیے اس نے اپنے لیے اس کے لیے
 کے اور اپنی نگرانی اور ہمت کی زندگی میں افکار اور اندیشے کی اس کے لیے
 ہے۔ اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے
 کے ہیں۔ یہ بات اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے
 کے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے
 کے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے
 کے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے اس کے لیے

نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور صدقہ
 یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں

مرزا عبدالحق درہیدل نے آدم کی عظمت کا راز اس کی روشنی میں دیا ہے
 "حیست آدم؟ تجلی اور اک"۔ مسلمانوں نے اس کے جوہر کو علم اور تحقیق کے ساتھ
 کند کر کے اسلام کی حقیقی روح کو فراموش کر دیا۔ نتیجہ یہ کہ اب نہ قرآن کی باتوں سے
 افلاک لرزتے ہیں، نہ وہ ذروں سے لے کر ستاروں تک کے جبر پیکر کے مدد کا جہود
 دیکھنے کی سعادت حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہی شعلہ بن کر غیر اللہ کے نفس و خاستہ وجہ
 کے راہ کو کر سکتے ہیں۔ اب تو یہ جان ہے کہ خود نفس و شک کے علم میں چکے ہیں۔
 اسلام میں دینی فکر کی نئی تشکیلات کے موضوع پر اقبال نے اپنے مشہور خطبات
 میں اس بار کی کے تصور اور عبادت کے مفہوم پر قرآن کی روشنی میں اظہار کیا
 کرتے وقت سائنسی مشہدات اور تجربات میں شہاک و عبادت قرار دیا ہے۔ منجانب
 فطرت اللہ کی آیات ہیں۔ آئیے کائنات کی سائنسی تلاوت قرب خداوند کی کامیوتر ترین
 وسیلہ ہے چنانچہ۔

keeps us in close contact with the
revelation of Reality and thus sharpens our
inner perception for a deeper vision of
it. The truth is that all search for
knowledge is essentially a form of prayer.

The scientific observer of Nature is a kind
of mystic seeker in the act of prayer. This
alone will add to his power over Nature and
give him that vision of the total infinite
which philosophy seeks but cannot find.

قبول کرنے میں خالق اور بنیات کی تخلیقی ، دوسرا سائنسی و متہدد فاضل
تین عبادت ہے۔ مٹی - فہرست کے متحدہ میں جذبہ ہر مسکن و قبول یہ
یہ سوئی قرار دیتے ہیں جو ہندی تلاش میں مگر اس ہے۔ تو انہیں فہرست کی سائنسی
تلاش کا جو وہ بڑا قرب خداوندی کا ترسیل قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے کی عبادت
کی یہ سائنسی حقیقت سے بھی گناہ نہیں کیا۔ ان عبادت کی اس کی جو ہر ہندی خیر
رہے ہیں مگر یہ ہائی نہیں نکلتے۔ نتیجہ کائنات و اور کی عبادت کی پہلی وسیع کھینچتے
ہیں۔ کائنات کی نیچے کی بھی نہ ختم ہونے کی سائنسی علم اور انہیں مسلسل سے تعبیر
رہے ہیں۔ وہ نیچے کے سائنس میں قدم بدمر کے بدستور انسان کائنات کی
حقیقت اور فہم میں مسلسل فراہم تب بدستور چاہا ہے۔ اس اعتبار سے انہیں تو
معدان واقعتاً یہ خدا مستعدی نظر آتا ہے۔ ایک ایسا سوئی جو مٹی ہر فہم
کے پردوں میں چھپے ہوئے جو اب اندر جواب حسن خداوندی کو بے نقاب آگئے کی تمنا
میں مسلسل کے بنی آگے بدستور چاہا ہے۔ حق کا ہر نیا جو وہ انہیں کردار ہے میں
ہو جاتے اور یوں جمال حق کی وہاں خداوندی میں مسرور رہتا ہے۔ یہ فوری طور

اس میں رہا ہے

تو نہیں ، ہاتھوں کی خدمت کا سزاوار

یا شہد حق ہوتا ہے نہ مٹاؤں ، نہ مٹاؤں

ہاتھوں کی خدمت کی امید کریں مرزا مسدوقی کا حق مراد شفیق کی ہے

نہ نہ کی خدمت کا تعلق صوفی و مراد خاں کی بندہ مند پر ، نہ تھا تا ہے ۔ وہ پورا مسدوقی

ندرت خیر اور ندرت کمال کی کہانی سے بدو میں تاتا ہے ۔ ندرت خیر کمال سے نہ

مجازات زندگی شہر میں سے ہے ۔ چنانچہ اقباس سے نزاع یہ "کمال کی بہترین مرزا

تسمیر ہے" اقباس سے نزاع یہ ، مسدوقی اور مراد خاں بنیادی طور پر یہ کہ

شخصیت کے تین رخ ہیں

ہر چہ کی بنی ر انور حق است

حکمت شہزادہ اراد حق است

ہر کہ آیت خد بندہ حر است

احمل میں حکمت ز حکم انحر است

(پس چہ بید مرد)

وہ ایک ایسا صوفی ہے جو مظاہرہ کائنات کے ہاتھوں میں اتر کر انوار حق کا

مستدام بھی رہتا ہے اور رزمِ نادِ حیات میں حق کی تائید و حمایت کا فریضہ سرانجام دینے کی خاطر اپنا سر ہتھیلی پر بھی رکھ دیتا ہے :-

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

کہ فقرِ خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری

اے کہ اندر حجرہ ہاسازی سخن

نعرہ لا پیش نمروداں بزن

Islam ruled by three main forces and they concentrated their whole energy on creating a revolt against these forces:

1. *Mullaism*.—The ulama have always been a source of great strength to Islam. But during the course of centuries, especially since the destruction of Baghdad, they became extremely conservative and would not allow any freedom of human life, the forming of independent judgement in matters of law. The Wahabi movement which was a source of inspiration to the nineteenth century Muslim reformers was really a revolt against this rigidity of the ulama. Thus the first objective of the nineteenth century Muslim reformers was a fresh orientation of the faith and a freedom to reinterpret the law in the light of advancing experience.

2. *Mysticism*.—The masses of Islam were swayed by the kind of mysticism which blinked actualities, enervated the people and kept them steeped

in all kinds of superstition. From its high state as a force of spiritual education it descended to a state of mysticism of exploiting the ignorance and the credulity of the people. It gradually and invisibly unnerved the will of Islam and softened it to the extent of seeking relief from rigorous discipline of the law of Islam. The nineteenth century reformers rose in revolt against this mysticism and called Muslims to the broad daylight of the modern world. Not that they were materialists. Their mission was to rouse the love of the Muslims to the spirit of Islam which aimed at the conquest of matter and not flight from it.

3. *Muslim Kings.*—The gaze of Muslim kings was solely fixed on their own dynastic interests and so long as these were protected, they did not hesitate to sell their countries to the highest bidder. To prepare the masses of Muslims for a revolt against such a state of things in the world

... ..
... ..

3) Vahid, S.A. (Editor). Thoughts and Reflections of Iqbal Lahore: 1973. Pp. 9 Urdu Translation of the Extract by Hafiz Ahmad Sherwan is as under:-

+ — — — — —
 — — — — —
 — — — — —
 — — — — —

[illegible]

۱۔ تحریفِ مسطورہ : یہ یا تو اصلِ قرآن سے ساری باتیں نکال کر
تقریباً سب سے مٹا کر کچھ باقی رکھ کر یا تو اسے کچھ اور
تسمک سے بھر کر مٹا کر یا تو اسے کچھ اور
۲۔ تخریبِ مسطورہ : یہ یا تو اصلِ قرآن سے ساری باتیں نکال کر
تقریباً سب سے مٹا کر کچھ باقی رکھ کر یا تو اسے کچھ اور
تسمک سے بھر کر مٹا کر یا تو اسے کچھ اور

۳۲۔ باقیست نہیں، مگر میں نے یہ حد سے بڑی قیادت کی ہے۔
 ۳۳۔ باقیست ہے، یہ حد سے بڑی قیادت کی ہے۔
 ۳۴۔ باقیست ہے، یہ حد سے بڑی قیادت کی ہے۔

decade began with the demonstration of unprecedented harmony in the Hindu-Muslim relations but as time went by the harmony was replaced by conflict and confrontation. Soon the two communities stood wide-apart, never to unite again. The rise of Hindu extremism under the banner of Mahasabha and Arya Samaj, did not come to stay. It questioned the newly established tradition of separate electorates for Muslims and their right to live and flourish within the folds of Islamic culture. We must still the Indian National Congress, threatened by the ever increasing popularity of Mahasabha among Hindu masses, was beginning to yield to the demands of extremist politics. By 1927 it had acquired many a stances of the Mahasabha, and a year later in the constitutional structure proposed by Pandit Moti Lal Nehru and adopted by Congress despite the strongest possible Muslim opposition, the views of

Manasabani about Muslim separatism were eminently reflected. The Round Table Conference of 1930 was of no solace to Muslims either. It too echoed the Montagu formula which had practically denied safeguards to the Muslim minority in the future constitutional structure of India.

یہاں اگر ۱۹۲۲ء میں جسے انٹے، اس بار کے مسلمانوں کی بغاوت کا تذکرہ بھی کر دیا جائے تو تصویر بڑی حد تک مکمل ہو جائے گی۔ برطانوی پولیس نے بار میں خلافت تحریک کے ایک رہنما، اس کی قیادی و سر باز روڑے مار مار کر بھان کر دیے۔ اس پر بار کے مسلمان برطانوی حکومت کے خلاف بغاوت پر آمیزہ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے قہانوں کو آگ لگائی اور برطانوی فسطائی و بار بار مار مار کر انٹے پر بھڑک اٹھے۔ سلطنت برصغیر نے اس حالات میں اپنا اقتدار بحال کرنے میں ایک سب سے عرصے تک نہ تو زور و شمش کرنا پڑی۔ جب امریکہ قدر دوبارہ قائم ہو گیا تو ہندوؤں نے ”ہا بار کی خونی داستان“ کے ساتھ بچوں میں مسلمانوں کے ہاتھوں ہندوؤں پر تشدد کے جھوٹے واقعات بیان کر کے برطانوی حکومت کی خوشنودی حاصل کرنا چاہی۔ انڈین نیشنل کانگریس نے اپنے چند مسلمان راہین پر مشتمل ایک تحقیقاتی کمیٹی قائم کی۔ اس کمیٹی نے مسلمانوں کو ہندوؤں کی جانب سے دیے گئے زراعت سے بری الذمہ قرار دے دیا۔ کانگریس نے اس تحقیقاتی رپورٹ کو رد کر دیا اور یوں ”ہا بار سے مسلمانوں کو جلا وطن کر دینے کے برطانوی اقدامات کی تائید و حمایت کی پالیسی اپنائی۔ تقریباً سبھی مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ ”ہا بار کے مسلمانوں کی یہ بغاوت اور اس بغاوت کے ضمیمہ میں اپنائی گئی کانگریس پالیسی نے تحریک خلافت کے زمانے کے ہندو مسلم اتحاد کو توڑ کر رکھ دیا تھا۔“

تھی، کے تحت ہونے کے بعد برصغیر کی حکومت کی مسکن شہ پارٹی کے
 دانش مند وستان کے مسکن انتہائی، دیہی، اور فکری، اقتصادی حیثیت میں ہوتا ہے
 کہ۔ ان کی سیاسی زندگی میں قیادت کا فقدان پیدا تھا۔ وہ ایک منتشر، بے یار
 و مددگار، سمیت بنام بن کر رہ گئے۔ ان کی سیاسی جدوجہد کا ب
 اور بے یار و مددگار، سمیت بن کر رہ گئے۔ ان کی سیاسی جدوجہد کا ب
 ان کی سیاسی جدوجہد کا ب اور بے یار و مددگار، سمیت بن کر رہ گئے۔ ان کی سیاسی جدوجہد کا ب
 ان کی سیاسی جدوجہد کا ب اور بے یار و مددگار، سمیت بن کر رہ گئے۔ ان کی سیاسی جدوجہد کا ب

قبول کا تصور پاکستان

پاکستان کا تصور اپنے قومی وجود سے محبت اور دوسروں کے قومی وجود کے
 احترام سے عبارت ہے۔ سن ۱۹۳۰ کے ختم ہونے پر ان میں اقبال نے بڑے اہم و
 انداز میں اس حقیقت کا افسانہ فرمایا تھا کہ برصغیر کی ہندو ایک ملک نہیں بلکہ ایک
 صغیر ہے۔ اس پر صغیر کی جغرافیائی وحدت ایک سرمہ راقی وحدت ہے جسے سلطنت
 کی نیلی شعلوں کے زور پر اوپر سے مسطر کیا گیا ہے۔ برصغیر کی ہندو ایک ملک کا نام
 نہیں بلکہ ایک ملک کے ٹکڑے کا نام ہے۔ ان میں سے ہر ملک میں ایک قوم آباد
 ہے۔ اگت کیا ہے کہ برصغیر کی حکومت اپنا پرچم ہر قومیت کے لئے اٹھائے
 ہے۔ ہر ہندوستان کی تمام قوموں کو یہ حق دیا جائے کہ وہ اپنے اپنے وطن اور اپنی
 اپنی تاریخی روایت کے مطابق آزادی اور خود مختاری کی فضا میں زندگی بسر
 کریں۔ برصغیر کی ان متعدد قوموں میں سے ایک قوم ہندو مسکنوں کی بھی ہے۔
 ہندو ہندو مسکن ہندو مسکنوں میں ایک قوم ہیں اور ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ ہم اپنے
 لیے ایک الگ وطن کے قیام کا مطالبہ کریں۔ اس موقع پر اقبال نے ہندوؤں کو یہ
 یقین دہانی کرانا ضروری سمجھا تھا کہ:-

'Nor should the Hindus fear that the
 creation of autonomous Muslim States will

mean the introduction of a kind of religious rule in such States. The truth is that Islam is not a church. It is a State conceived as a contractual organism long before Rousseau ever thought of such a thing, and animated by an ethical ideal which regards man not as an earth-rooted creature, defined by this or that portion of the earth, but as spiritual being understood in terms of a social mechanism and possessing rights and duties as a living being in that mechanism (P-172).

اسلام کے وسیع منہ، صبح کل اور انسان دوست سیاسی و معاشرتی مسک پر
مزید رشتہ ڈالتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ -

A community which is inspired by feelings of ill-will towards other communities is low and ignoble. I entertain the highest respect for the customs, laws, religious and social institutions of other communities. Nay, it is my duty according to the teaching of the Quran, even to defend their places of worship, if need be. Yet I love the communal group which is the

source of my life and beauty of the world has formed me what I am by living in its religion, its literature, its thought, its culture and thereby recreating its whole past as a living operative factor in my present consciousness." (P-169)

یہ پاکستان کی حقیقت ہے۔ ہماری سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہندو مذہب ہمارے
 ہر مذہب کے پروردگار کی بات ہے۔ ہمارے مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ
 ہمارے مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے
 مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے
 مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے

ہندو مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے
 مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے

ہندو مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے
 مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے
 مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے
 مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے
 مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے
 مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے

ہندو مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے
 مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے
 مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے
 مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے
 مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے
 مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے

میں یہ مقامی نسوبہ تھا۔ وہ شہنشاہیت کی چھاپ سے نمودار ہو رہا تھا۔ اس کی ابتدائی سہادی اور پارلیمنٹری بنیاد پرست برٹش شہنشاہیت نے دینی قوانین، اسلامی تعلیم اور اسلامی فہم پر مبنی تھی۔ پاکستان اسلام کی ایک ایسی تہذیب بن گئی تھی جس میں شہنشاہیت کے زیر اثر پیدا ہونے والے تہذیبی اثرات جو کہ مرقیوں، تعلیم، مرقیوں، دنیا میں حرکت و عمل سے آگاہ ہوں۔ اس میں پاکستان میں اسلام کی ترقی ہو رہی ہے اور یہ بات مسلموں کے ساتھ ہم آہنگ ہے یا نہیں۔

I therefore demand the formation of a consolidated Muslim State in the best interest of India and Islam. For India it means security and peace resulting from an internal balance of power, for Islam an opportunity to rid itself of the stamp that Arabian imperialism was forced to give it, to mobilize its law, its education, its culture, and to bring them into closer contact with its own original spirit and with the spirit of modern times' (P 173)

اقبال کا خواب یہ تھا کہ سامیت ہند کی بجائے آزاد اور خود مختار مملکت میں اسلام کو عرب شہنشاہیت کی زنجیروں سے آزاد کر دیا جائے گا، دنیا بھر میں اسلام کا بکھراؤ ہو گا اور یوں اسلام کی حقیقی اور انقلابی روح بیدار اور سرگرم کار ہو سکے گی۔ اقبال نے تصور پاکستان پیش کرنے کے صرف ایک سال بعد کل ہند مسلم کانفرنس کے سالانہ اجلاس سے خطاب کرتے وقت نوجوانوں کو مغرب کے اقتصادی ترقیاتی کاموں کو رد کرنے کا درس دیتے وقت قرآن کی حکمت کی جانب یوں متوجہ کیا تھا۔

'The faith which you represent recognises the worth of the individual and disciplines him to give away his life to the service of God and man. Its possibilities are not yet exhausted. It can and it will create a new world where the social rank of man is not determined by his caste or colour, or the amount of dividend he earns, but by the kind of life he lives, where the poor tax the rich, where human society is founded not on the equality of stomachs but on the equality of spirits, where an Untouchable can marry the daughter of a king, where private ownership is a trust and where capital cannot be allowed to accumulate so as to dominate the real producer of wealth. This superb idealism of your faith, however, needs emancipation from the medieval fancies of theologians and legists.' P 213

اپنی عہدہ فریں شہری تہیق "جامید نامہ" میں بھی اقبال نے اشتراکیت اور سرمایہ داری پر دو ٹوٹے مسو و "پینڈاں ناشائس در آدم فریب" قرار دیتے ہوئے نیک انسانیت و اسلام کی ابتدائی سادگی و پر پاکیزگی کی جانب متوجہ کیا ہے۔ انہوں نے یہاں بھی سامن تہیقی روح و از سر نو ریافت رکے اپنے زمانے کی رومن سے

مذہب، فرائض، عبادت، راسخہ دینی، اقتصادی، مادی، ترقی، تہذیبی، معاشی،
مذہب نے اس پر ہر قسم کی راہنمائی کی ہے۔ یہ بات قابلِ فہم ہے کہ مذہب نے جس
قسم کی صورتِ فاضلہ نے اس کی تعلیم سے بہت سی چیزیں سکھائی ہیں۔
انہوں نے ہم کو بتایا ہے کہ ہمیں کس چیز پر عمل کرنا ہے۔ ہمیں کس چیز سے بچنا ہے۔

"The religious ideal of Islam, therefore, is organically related to the social order which it has created. The rejection of the one will eventually involve the rejection of the other. Therefore the construction of a polity on national lines, if it means a displacement of the Islamic principle of solidarity, is simply unthinkable to a Muslim. This is a matter which at the present moment directly concerns the Muslims of India."

یہاں قوموں کے وہ باتیں بڑی وضاحت کے ساتھ کی ہیں۔ اول یہ کہ:
اسلام نے خدائی منصب کے لیے اس کی مسابقت کے ساتھ ناممکنی طور پر مربوط ہے
یعنی خدائی اور سیاسی امور آئینہ میسر ایک جان اور ایک قلب ہیں۔ انہیں ایک
دور سے جدا کرنا نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے ہم متحدہ ہندوستانی قومیت کی تعمیر
کیلئے اس کے سیاسی منصب و چھوڑیں کے قریب غور ہمیں اسلام کا اخلاقی منصب بھی
تعمیر کرنے پر مجبور کر دیا جائے گا۔ یہ گویا ترک اسلام کی راہ ہوگی۔ دوم یہ کہ ہندو
مسلمان یہ رویہ کرنا چاہیں گے کہ یہ ہندو مسلمان متحدہ قومیت کا خواب بھی

میں سے مسلمانوں میں یہ تہذیبی شہادت تھی کہ مسلمانوں پر جو تہذیبی
شہادت ہے جس پر یہ تہذیبی شہادت ہے۔ یہ تہذیبی شہادت ہے۔

The life of Islam as a cultural force in
this country very largely depends on its
centralisation in a specified territory. This
centralisation of the most living portion of
Islam in India will eventually solve
the problem of India as well as of Asia "

اقبال نے اس ضخیم صورت حال کا حل، ایک جداگانہ مسلمان قومیت کی بنیاد
پر مسلمان قومیت کے قیام میں جداگانہ مسلمان ریاستوں کے قیام کی ضرورت تھی
جس کی ضرورت ۱۹۳۰ء میں اقبال نے اپنے ان خطبہ میں بیان کی تھی کہ ان خطبہ میں
اقبال نے بیان کیا کہ مسلمانوں میں یہ تہذیبی شہادت تھی کہ مسلمانوں پر جو تہذیبی
شہادت ہے جس پر یہ تہذیبی شہادت ہے۔ یہ تہذیبی شہادت ہے۔ یہ تہذیبی شہادت ہے۔
یہ تہذیبی شہادت ہے جس پر یہ تہذیبی شہادت ہے۔ یہ تہذیبی شہادت ہے۔ یہ تہذیبی شہادت ہے۔
یہ تہذیبی شہادت ہے جس پر یہ تہذیبی شہادت ہے۔ یہ تہذیبی شہادت ہے۔ یہ تہذیبی شہادت ہے۔
یہ تہذیبی شہادت ہے جس پر یہ تہذیبی شہادت ہے۔ یہ تہذیبی شہادت ہے۔ یہ تہذیبی شہادت ہے۔
یہ تہذیبی شہادت ہے جس پر یہ تہذیبی شہادت ہے۔ یہ تہذیبی شہادت ہے۔ یہ تہذیبی شہادت ہے۔

جداگانہ مسلمان قومیت اور اہل کتاب

علامہ قبال نے خطبہ میں بیان کیا تھا کہ مسلمان قومیت پر جو تہذیبی شہادت
ہے اس کی بنیاد پر جو تہذیبی شہادت ہے۔ یہ تہذیبی شہادت ہے۔ یہ تہذیبی شہادت ہے۔
یہ تہذیبی شہادت ہے جس پر یہ تہذیبی شہادت ہے۔ یہ تہذیبی شہادت ہے۔ یہ تہذیبی شہادت ہے۔
یہ تہذیبی شہادت ہے جس پر یہ تہذیبی شہادت ہے۔ یہ تہذیبی شہادت ہے۔ یہ تہذیبی شہادت ہے۔
یہ تہذیبی شہادت ہے جس پر یہ تہذیبی شہادت ہے۔ یہ تہذیبی شہادت ہے۔ یہ تہذیبی شہادت ہے۔

میں نہیں آتے تو یہ ہندی تمدن اس تصور سے یوں خائف ہیں۔

'Not should the Muslim leaders and politicians allow themselves to be carried away by the subtle but placed argument that Turkey and Iran and other Moslem countries are progressing on national, i.e., territorial lines. The Muslims of India are differently situated. The countries of Islam outside India are practically wholly Muslim in population. The minorities there belong, in the language of the Quran, 'to the people of the Book'. There are no social barriers between Muslims and the 'people of the Book'. A Jew or a Christian or a Zoroastrian does not pollute the food of a Muslim by touching it, and the law of Islam allows intermarriage with the 'people of the Book'. Indeed the first practical step that Islam took towards the realisation of a final combination of humanity was to call upon peoples possessing practically the same ethical ideal to come forward and combine" (P-190)

حاجہ اقبال اس ماں کا جواب یوں دیتے ہیں کہ ترکی اور ایران کے

Mesopotamia and Arabia than India. The Muslim geographer Mas'udi noticed this kinship long ago when he said "Sind is a country nearer to the dominions of Islam. Sind has her back towards India and face towards Central Asia." (P-186)

یہ خطہ زمین اپنی زندگی و تربذیب کے اعتبار سے ہندوستان سے اور پھر بعد و درانیہ عرب سے قریب ہے۔ اسی لیے مسلمان جغرافیہ دان مسعودی نے اس کی ہندوستانیہ سے اس کی ایک حد بتایا تھا۔ اقباس کا خیال یہ ہے کہ "اسی سندھ کا رخ مسعودی کی جانب ہے و ہندوستان اس کے عقب میں واقع ہے۔ جب اقباس نے یہ آراء و خوبئیں مسلمان مملکت کے قیام میں ملے تھے کہ آخری مقتدر راہب تھا جو یہ جغرافیہ پس منظر بھی ان کے ذہن میں موجود تھا۔

قباس نے خطبہ الہ آباد میں بڑی نوکی بند کو کہ ملک کی بجائے ایک برصغیر قرار دیتے ہوئے اسے ایک چھوٹا سا ایشیا قرار دیا تھا اور اسی بنیاد پر کہا تھا کہ جمہوریت کا نیا مسیحا اس وقت تک نافذ نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس برصغیر کے مختلف ممالک ایک ایک اور خوبئیں راہبوں میں تقسیم نہیں کر دیا جاتا۔

India is Asia in miniature. Part of her people have cultural affinities with nations in the east and part with nations in the middle and west of Asia. (P-168)

چنانچہ انھوں نے لندن کی پہلی رائڈ میبل کانفرنس کے نتائج کو بڑی جرأت کے ساتھ رد کرتے ہوئے اہلستان کے وزیر عظمیٰ کی بہت دھمکی کو درق ذیل الفاظ میں تنقید کا نشانہ بنایا تھا۔

"Yet the Prime Minister of England apparently refuses to see that the problem of India is international and not national. Obviously he does not see that the model of British democracy cannot be of any use in a land of many nations." (P-188)

اقبال سے یہ بات انداز میں بات کی کہ برطانوی وزیر مقررہ جہد میں
حقیقت کے اعتراف سے پرہیز میں کہ ہندوستان کا مسئلہ قومی نہیں بلکہ بین الاقوامی
جہد برطانوی جمہوریت کا ہے۔ ہندوستان میں اس لیے جمہوریت کے ساتھ ساتھ
یہ نہیں بلکہ بہت سی قومیں آباد ہیں۔ ان سے یہ نتیجہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوستان
میں ایک قومی نظریہ جاری نہیں ہو سکتا ہے اور اصل نتیجہ قومی نظریہ یہ ہے کہ اس میں
واقعیات کے تصور پر ترقی دیا جس کی قیادت میں اپنے ایک قومی وطن کی شکل دینا ہے
تو یہ سب دیکھنا چاہیے کہ برصغیر کی دوسری قومیں اپنی قومی آزادی اور خود مختاری کی
جہد جہد میں اب کامیاب ہوتی ہیں۔

تصور اور تحریک

تصور پاکستان و حقیقت میں بدست کی تحریک کی قیادت کے لیے عامہ اقبال
کی نگاہیں عوام پر گراؤں ایک شخص پر آکھڑی تھیں۔ یہ شخص جو کہ قائد اعظم محمد علی
جنت تھے اقبال خود جو جن کا ایک ان کی سپر کی قیادت میں فخر محسوس کیا کرتے تھے۔ اپنی
زندگی کے آخری تین برسوں کے دوران قائد اعظم سے ان کی فکری و سیاسی رفاقت بہت
گہری ہو چکی تھی۔ ایک طویل عرصہ تک فکری تہائی کا سامنا کرنے کے بعد بالآخر
قائد اقبال فکری رفاقت کی نعمت سے فیض یافتہ ہوئے اور خوشی میں پکارا اٹھے کہ

گئے دن کہ تنہا تھا میں انجمن میں

یہاں اب میرے راز داں اور بھی ہیں

thought of improving the lot of Muslims generally. The problem of bread is becoming more and more acute. The Muslim has begun to feel that he has been going down and down during the last 200 years. Ordinarily he believes that his poverty is due to Hindu money-lending or capitalism. The perception that it is equally due to foreign rule has not yet fully come to him. But it is bound to come. The atheistic socialism of Jawaharlal is not likely to receive much response from the Muslims. The question therefore is, how is it possible to solve the problem of Muslim poverty? And the whole future of the League depends on the League's activity to solve this question. If the League can give no such promises I am sure the Muslim masses will remain indifferent to it as before. Happily there is a solution in the enforcement of the Law of Islam and its further development in the light of modern ideas. After a long and careful study of

Islamic Law. I have come to the conclusion that if this system of law is properly understood and applied at last the right to subsistence is secured to everybody. But the enforcement and development of the Shar'iat of Islam is impossible in this country without a free Muslim state or states. This has been my honest conviction for many years and I still believe this to be the only way to solve the problem of bread for Muslims as well as to secure a peaceful India. If such a thing is impossible in India the only other alternative is a civil war which as a matter of fact has been going on for some time in the shape of Hindu-Muslim riots. I fear that in certain parts of the country, e.g. N-W India, Palestine may be repeated. Also the insertion of Jawaharlal's socialism into the body-politic of Hindutva is likely to cause much bloodshed among the Hindus themselves. The issue between social democracy and Brahmanism is not

dissimilar to the one between Brahmanism and Buddhism. Whether the fate of socialism will be the same as the fate of Buddhism in India I can not say. But it is clear to my mind that if Hinduism accepts social democracy it must necessarily cease to be Hinduism. For Islam the acceptance of social democracy in some suitable form and consistent with the legal principles of Islam is not a revolution but a return to the original purity of Islam. The modern problems therefore are more easy to solve for the Muslims than for the Hindus. But as I have said above in order to make it possible for Muslim India to solve the problems it is necessary to redistribute the country and to provide one or more Muslim states with absolute majorities. Don't you think that the time for such a demand has already arrived?" (P.16-19)

اقبال نے اپنے اس خط میں لکھا ہے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ مسلم یٹ یہ فیصد رگزرے کہ وہ بدستور اونچے طبقے کے مسلمانوں کی نمائندہ ہی بنی رہے گی یہ مسلمان عوام کے مصائب و مشکلات کے حل کو اپنے پروگرام میں ملحوظ رکھیں۔

حواشی

(۱) یہ تقریریں وچھوڑ کر اپنی تمام تقریریں پدم چند داس کے نام سے شائع کر دی گئیں۔

میں نے اسے شائع کر دیا۔ اس کا ایک نسخہ ان کے پاس تھا۔

(۲) "Lovers of India" کے نام سے شائع ہوئی۔ ۱۹۴۲ء میں۔ جس کے نام سے نئی تقریر

دی گئی۔ قلم کے نام علامہ اقبال کے کچھ کچھ اقوال کے نام سے دی گئی۔ یہ سب قلم کے

Foreword میں دی گئے۔ قلم حضرت محمد علی جناح نے امین الحق سے لیا ہے کہ

It was a great achievement for Muslim League to take these views

to be taken as the views of the Muslim League and to give them a

so Muslim League's policy was constructed on the basis of

the views of the Muslim League. In bringing about the

consensus of the Muslim League, I think these views are of very great historical

importance, particularly those which explain his views in clear

and unambiguous terms on the political future of Muslim India.

His views were substantially in consonance with my own and I had

independently led me to the same conclusions as a result of careful

examination and study of the constitutional problems facing

India and found expression in the address in the United Will of

Muslim India is elaborated in the Lahore resolution of the

All India Muslim League, popularly known as the 'Pakistan

Resolution', passed on 23rd March, 1940." (P 6-7)

(۳) بہت سب سید مولوی کا مضمون اس کے نام سے شائع ہوا ہے۔ اس کے

کے اپریل اور مئی ۱۹۸۱ء کے شمارہ (صفحہ ۹۲۵) میں شائع ہوا تھا۔

اقبال اور اسلمی اتحاد کا جدید تصور

قبائل کے جن تصور ت و با ش عا م عا ئی پہنا تا رہ کی عا ت بن چکی ہے
 میں سے ایک اسلمی اتحاد تصور تھی ہے۔ عا ئیت کی عا دیوں نے ہمارے فکری
 عا دیں اور عا داتی عا دیات و ت ت ت پئی عا دت میں سے عا دت ہے۔ نتیجہ یہ کہ عا دت
 عا دت میں شہر عا دت میں قو با عا م عا دت عا دت میں عا دت بہت بڑی مسلمان
 عا دت عا دت عا دت ہے۔

ایک ہوں مسلمان عا دت عا دت عا دت
 عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت

حقیقت یہ ہے کہ اقبال عا دت عا دت عا دت عا دت (Imperial state)
 عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت
 عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت
 عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت
 عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت

عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت
 عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت

یہاں قباں عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت
 میں عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت عا دت

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ یہ سب کچھ
 میری آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ سب کچھ
 میری آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ سب کچھ
 میری آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ سب کچھ
 میری آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ سب کچھ

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ یہ سب کچھ
 میری آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ سب کچھ
 میری آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ سب کچھ
 میری آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ سب کچھ
 میری آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ سب کچھ
 میری آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ سب کچھ
 میری آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ سب کچھ
 میری آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ سب کچھ

رنگ و خوں کا اسی زور سلی اور جغرافیائی تناخروں کی ناکت اور مسدات سے
 بنی ہوئی تصویرت کے منافی ہے۔ اس لیے اس کی درنسان، تھمن تصویرت،
 انسانی وحدت کی بنیاد پر یہ سب سے پہلے دیکھ کر کے سراپا و پرچہ نہیں تصویرت کی
 بنیاد پر ایک یورپ میں کی گئی ریاستیں وجود میں آئیں۔ یہ ریاستیں غالباً اور باقی
 کے دشمنوں میں باہم جنگ و جدوجہد میں مصروف ہو گئیں۔ اس جنگ و جدوجہد کا بنیاد
 جس کے یہ سب کے میروں و مسلسل امیر سے امیر تر بنانے کی طرح غریبوں کا مسلسل
 تھکن و رواج ہے۔ قبائل کے نزدیک سراسر طرح کی نسلی و جغرافیائی قبور
 پرستی و ٹوٹا سب کا بدترین دشمن قرار دیتا ہے۔ نسلی و جغرافیائی وطن پرستی کے بن
 پرستی تصویرت و مسلمان ملک میں بھی فروغ پاتے دیکھ کر اقبال اجتہاد کا رستہ

ہم نے دیکھا ہے کہ ہر مسلمان ملک کے لیے قومی تہذیب۔ اس بار کی تہذیب کا
 یہاں تہذیبی۔ اس لیے یہ وہی ہے جو ان تہذیبی "پند" صاحب نے لکھا ہے۔
 ہر مسلمان ملک کے لیے قومی تہذیب۔ اس لیے یہ وہی ہے جو ان تہذیبی "پند" صاحب نے لکھا ہے۔
 ہر مسلمان ملک کے لیے قومی تہذیب۔ اس لیے یہ وہی ہے جو ان تہذیبی "پند" صاحب نے لکھا ہے۔
 ہر مسلمان ملک کے لیے قومی تہذیب۔ اس لیے یہ وہی ہے جو ان تہذیبی "پند" صاحب نے لکھا ہے۔
 ہر مسلمان ملک کے لیے قومی تہذیب۔ اس لیے یہ وہی ہے جو ان تہذیبی "پند" صاحب نے لکھا ہے۔
 ہر مسلمان ملک کے لیے قومی تہذیب۔ اس لیے یہ وہی ہے جو ان تہذیبی "پند" صاحب نے لکھا ہے۔
 ہر مسلمان ملک کے لیے قومی تہذیب۔ اس لیے یہ وہی ہے جو ان تہذیبی "پند" صاحب نے لکھا ہے۔
 ہر مسلمان ملک کے لیے قومی تہذیب۔ اس لیے یہ وہی ہے جو ان تہذیبی "پند" صاحب نے لکھا ہے۔

'For the present every Muslim nation must sink into her own deeper self, temporarily focus her vision on herself alone, until all are strong and powerful to form a living family of republics. A true and living unity, according to the nationalist thinkers, is not so easy as to be achieved by a merely symbolical overlordship. It is truly manifested in a multiplicity of free independent units whose reciprocal rivalries are adjusted and harmonized by the unifying bond of a common spiritual aspiration. It seems to me that God is slowly bringing home to us the

that it is an anti-imperialist Nationalism not Imperialism but a League of Nations which recognizes the old boundaries and takes of the nations on the basis of reference only and not of restricting the social horizon of its members. (10)

[illegible]

کہ رزق نہ تھا ہے، پتی سنگتوں پر تیس ہو جا
 نکلیں وہ رزقوں ہو جا، حد کا قربت ہو جا
 بقیں نے کر دیئے تے کڑے کڑے فوج انساں و
 نبوت کا ہیں ہو جا، محبت کی رہیں ہو جا
 یہ بندیں، وہ خرمیں، یہ فوجیں، وہ تھیں
 کہ اب شہنشاہی اس چلے رہا ہے کہ ہو جا
 غبارِ آلودہ رنگ، نسب ہیں ہاں، یہ تھے
 کہ اب مرغِ حرماں نے سے پہلے پریشاں ہو جا

[illegible]

ش

$$= \frac{1}{\sqrt{\pi}} \int_{-\infty}^{\infty} e^{-t^2} dt = 1$$

[1981] 57. Letters and Writings of Kabir (६५) १७ - १८ - १९

The term Pan-Islamism has been used by Muslims in Africa, Asia and elsewhere since the 1930s. It has been used to describe the desire to unite the Islamic nations of the world into a single community, even though many do not know the Arabic language and have no personal knowledge of Islam. The phrase was invented after the First World War by the Egyptian nationalist leader, Saad Zaghloul, who was active in the early 1900s. The phrase was invented after the First World War by the Egyptian nationalist leader, Saad Zaghloul, who was active in the early 1900s.

There is, however, a sense in which Janatoddin Agha can be said to have used it. I do not know if he used the same expression, but he actually advised Afghanistan, Persia and Turkey to unite against the aggression of Europe. This was purely a defensive measure and I personally think that Janatoddin was perfectly right in his view.

But there is another sense in which the word should be used and it does contain the teaching of the Quran. In that sense it is not a political project but a social experiment. Islam does not recognise caste or race or colour. In fact Islam is the only culture on life which has really solved the color question at least in the Muslim world—a question which modern European civilization with all its achievements in science and philosophy has not been able to solve. Pan-Islamism, if interpreted, was taught by the Prophet and will live for ever. In this sense Pan-Islamism is only a *Harakat-e-Islamiyyat*, a Muslim movement. I do not like the phrase Pan-Islamism, for Islamism is an expression which completely covers the meaning I have mentioned above.

Interview with "The Bombay Chronicle", (17th September-December 31, 1931)

اقبال کی شاعری میں تصویر پاکستان کا عکس

خسبہ ایسا بہت سے رنگوں کی صورت سے رہا رہا ہے، اندر میں نیشہاں چاندنی
 سے ایوٹوں میں رنگوں کی کیفیت پیدا ہوئی تھی۔ ندنوں میں میزاج نرس میں
 ہرگز یہ سے ہا نرس، وزیر غم سے دباؤ میں آکر مسلمان مندوبین ایٹمی میں
 متاع کی ٹیٹے تھے، اوروں وزیر غم شمس ورفاں سے خود زندہ تان سے یہ آئینی
 خاکے و آخری شکل، یہ میں مسدوف تھے۔ تے میں خسبہ یہ آبدی خندان تھیں۔
 چنانچہ ہر رنگوں وزیر غم نے خنبن سے ہو کر جا کر اقبال کی اس شہادت نے ہمارے
 سب کیے کراے پر پانی پکیر دیا ہے۔ غنیش و غصب کی اس کیفیت کا ذرا سا اندازہ
 ارتقا میں قلمباز سے کیا جاسکتا ہے۔

That was a bomb shell for the British as well as the Hindus. Mr. F. W. Wilson, the London Correspondent of the Indian Daily Mail of Bombay said in his despatch dated December 31, 1930 that Ramsay MacDonald was highly displeased with the views expressed by Iqbal. This was followed by a despatch from London published in the Leader of Allahabad in its

issue, dated January 4, 1931. This stated that the British as well as Indian circles in the Round Table Conference expressed resentment against what it called a "result" made by Iqbal on the idea of an all-India constitution being worked out there. The Times of India and the Pioneer wrote editorials against Iqbal's proposal. The Tribune of Lahore was of the view that Iqbal had torpedoed all chances for a communal settlement first by sending a telegram to Muslim delegates protesting against their conditional acceptance of the principle of joint electorate and then by delivering his Presidential address at Allahabad."

میں ہوں میں ہوں سرکش و سرکش تھی۔ نہیں اسے کہتے تھے بس پیشتر تو ہیں نے
 سے وہ میں اپنی تہوں کا غم غم میں اسے پتا تھا۔

پیر مغرب سے رات ہو، خدا کی جتنی باتیں نہیں ہے
 مرا فکرت کر کے رہے ہو، وہ بے زور میرا ہوا
 عینہ بے شک بن گیا۔ ہاں قافلہ میرا تھا ہاں
 غم و غم میں وہ شامیں میری یادیں ہیں۔ یہ سب
 میں نعمت ہے میں نے کہا ہاں اپنے ہندو چاروں
 ترشاش ہوئی تو میری، جس میں اس شعلہ پر ہوا
 یہ دیکھنا ہی مسکوں گا یہ ساری منشور تھی جس کا سب بنیاد تو ہیں نے
 سے وہ میں اس غم میں رہتا تھا۔ اسے اس نے جس سے "نعمت" کے لیے یہ تصویر
 رہا ہے اسے غم ہی تہذیب ہے، اس کا ترشاش ہوا یہ بت قرار دیا۔

اس دور میں سے اور سے، جام اور ہے ہم اور
 ساقی نے بنا کی روش لطف و ستم اور
 مسہم نے بھی تعمیر کیا پناہ حرم اور
 تہذیب کے آزر نے ترشوں نے مسہم اور

ان تازہ خدوں میں بڑ سب سے ملن ہے
 بوجھ میں اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

یہ بت کہ تراشیدہ تہذیب ہوئی ہے
 عادت کر کا شائے این نبوی ہے
 بازو ترا تو حید کی قوت سے قوی ہے
 اسلام ترا ایس ہے تو معطشوی ہے

نظارہ دیرینہ زمانے کو دکھا دے
 اسے معطشوی خاک میں اس بت کو مل دے!

تو یہ مٹائی تہ تیغ نے مٹائی

یہ جہاں میں تیرا دامن قدرت مٹائی

نے تیرے دامن سنت محبوب مٹائی

سے تو جتنی نبوت کی صداقت یہ مٹائی

نثار سیت میں دامن ماری پھر سے

رتا، نبوت میں دامن ماری یہ ہے

تو مریں میں سے رقابت تو اکی سے

تو کیا سے تمہارا تجرت تو اکی سے

نہاں سے صداقت سے سیت تو اکی سے

مزار چار نبوت سے عارت تو اکی سے

تو مریں متوق نہ جتنی ہے اکی سے

تو نبوت نامہ کی حرکتی ہے اکی سے

مسلمان سیاستدانوں سے مایوس ہونے کے بعد گزشتہ ربع صدی سے

نہیں مسلمان ممالک سے ہم سے ملے۔ مسلمانوں میں فتنہ بندی کے پیدا کرنا، فکری

پتھر رو فکری چاکت میں بدٹے کے یہ اقبوں نے ایک بڑے موثر وسیع منہور

اسعد سے یہ تھا۔ فکری وحدت اور شہریاتی وحدت کے اشخاص کے یہ نہیں نے

تو یہ تھیں کی اسات و احداثت و اپنی شاعری میں شہر اسلام کے تہاوں کے طور پر

اقبوں پر ناشران و ادب تھا۔ محمد بن تہجہ انگریز کی خاموشی و ادارہ کی کاخوہر تھی انگریز

کی کے شعور اس پر چلتا تھا اس لیے وہ اس سے ہمراہ مومن بیکار تھتے تھے۔ چنانچہ اپنی

فکری تہاوں کا ہوا، اور اپنے اس کے انتہا اب کا چارہ ہوا آنکھوں سے یہ دیکھنے سے فریادیں

و محمد نے ملے تھے۔ انیسویں خیال میں ابھی تو دھڑلے کے شہیدوں کے موت بھر

سے مینے کے مرگئے تھے کی خدمت میں جانہ ہو جاتے تھے وراثتی صورت حال

پتھر میں ہو جاتی تھی۔

گل پہ تہ یونانی سے وہ لہریں پہ ہر رات
 یہ مسرورندہاں سے کھڑے ملتے رہتے ہیں
 یہ زمانے میں یہ مغرب غار رہتے ہیں
 نہیں برساتے وہ یہ پانی تھکتے نہ رہتے ہیں
 غائب ہیں یہ مرشدان خدا میں خدا تری قوم میں
 ہمارے تھے یہ غمگین وہ یہ پانی تھکتے نہ رہتے ہیں
 یہ ہاتھوں میں نہ رہتے یہ پانی تھکتے نہ رہتے ہیں
 نے زمانے میں آپ مریدانی باتیں نہ رہتے ہیں
 یہ وہی تھکتے یہ یہ غمگین وہ یہ پانی تھکتے نہ رہتے ہیں
 تڑپ رہتے ہیں یہ مسرورندہاں سے کھڑے ملتے رہتے ہیں
 ہمارے زمانے میں یہ پانی تھکتے نہ رہتے ہیں
 غمگین وہ یہ پانی تھکتے نہ رہتے ہیں
 آواز پہلے ان کے دل میں اترے وہ چمن کے یہ ہاتھوں چاہے
 کے منتہائی بند دیکھیے

ہر گل سے ہی بیرون چمن رز چمن
 یہ قیامت ہے کہ خود چمن ہیں غمگین
 ہر گل ختم ہو، کوٹ کیا سہا چمن
 اڑنے ڈایوں سے زمزمہ پرداز چمن
 ایک بلبل ہے کہ ہے محو ترنم اب تک
 ان کے سینے میں ہے غمگین کا حواطم اب تک
 قمریاں شاخ صنوبر سے گریزاں بھی ہوئیں
 چمن چمن کی جھڑ جھڑ کے پریشاں بھی ہوئیں
 وہ پرانی روشیں ہاتھ کی دیراں بھی ہوئیں

ہیں جیسے کہ سے میں تھی نہ تھی
 قید موم سے حریت تھی نہ تھی
 جان بخش ہیں مجھے میں کیا نہ تھی

پس میں تھی نہ تھی میں
 پائے سے تھی ہائے ار سے میں
 تھی یہ اندو کے عید وہی سے میں
 یہ تھی وہاں سے یہاں سے میں
 تھی نہ تھی تو یہاں سے تھی نہ تھی
 قید نہ تھی تو یہاں سے تھی نہ تھی

بارگاہِ یاران میں تھی نہ تھی میں
 وہاں سے تھی نہ تھی میں
 وہاں سے تھی نہ تھی میں
 وہاں سے تھی نہ تھی میں
 وہاں سے تھی نہ تھی میں
 وہاں سے تھی نہ تھی میں
 وہاں سے تھی نہ تھی میں
 وہاں سے تھی نہ تھی میں

تو نہ تھی نہ تھی نہ تھی نہ تھی
 نہ تھی نہ تھی نہ تھی نہ تھی

من ہے نہ تھی نہ تھی نہ تھی نہ تھی
 نہ تھی نہ تھی نہ تھی نہ تھی
 نہ تھی نہ تھی نہ تھی نہ تھی
 نہ تھی نہ تھی نہ تھی نہ تھی

قلب میں درخشیں، دلوں میں حساسیتیں
 نہ تھیں، یہ قوم کھڑی تھی
 یہ قوم بے تکی۔ بعد میں یہ قوم ذات و رشتہ کی زندگی سے
 بات چیت سے تکیا کرتی تھی

تو تکیا تھی۔ یہ قوم بہت ہی
 دلوں میں درخشیں تھی

تھی یہ تیری یہ تھی یہ تھی تیری
 مر۔ درخشیں! خدایت ہے جہانگیر تیری
 دلوں میں۔ یہ تھی یہ تھی تیری
 تو مسکرت ہو تو تھی یہ تھی تیری

یہ قوم تھی یہ تھی یہ تھی

یہ قوم تھی یہ تھی یہ تھی

ان زمانوں میں درخشیں تھیں کہیں
 قومیت کا حساس ہیں دلاتے ہیں۔

پنی ملت پر قیاس قوم مغرب سے نہ کر
 خاص ہے ترکیب میں قوم رسوں ہاشمی
 اُن کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
 قوم مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری
 دامن دیں ہاتھ سے چھوٹا تو جمعیت کہاں
 اور جمعیت ہوئی رخصت تو ملت بھی گئی

اپنی فارسی مثنویوں میں اسرار خودی اور رموز بے خودی

انہوں نے مسلمان قومیت کا عقیدہ قرآن حکیم اور سیرت نبوی کی روشنی میں حل کیا اور

faith in order to enhance the glow of life and to create a new world of actions for our future generations. Your immediate

responsibility is to the world as a whole and to

the kind of self-sacrifice without which no self-respecting people can live an honourable life. The most critical moment in the history of the Indian Muslims has arrived. Do your duty or cease to exist

یہ دنیا یہ تھاق کے جانے والے ہیں قبروں کی نسبت دنیا کی
 میں سرواڑے کی رہا ہے میں اپنی عمر آفریں شہر کی نیکیں پایہ نامہ ان سورت
 دنیا میں بھی مسرت ہے پایہ نامہ کے نصیب میرا پر جب میرا میں
 فوجی ہوتے ہیں میرے مسئلہ میرا ہے ان کی دنیا میں سب شامی ہوتے ہیں
 توں نہیں بتاتے ہیں۔ اس مدت میں تھاق کے حق میں ہیں وہاں ہر اتر ہے
 ہریت کی تھاق رہا ہے۔ اس پر فوجی ہیں وہاں ہر شامی ہے وہویت کی اس
 تھاق پر یہ بھی مدد پیش کرتے ہیں۔ اس پر توں یہ عالم نکلتے ہیں کہ جب ہر
 ہریت ہے تو ہریت مراد ہریت رہا ہے مگر اصل سواں یہ ہے کہ عالم
 تھاق کے ہیں اس پر فوجی بتاتے ہیں کہ قرآنی دنیا کا مکمل ظہور ابھی تک نہیں ہوا
 یہ ہریت تھاق کے ہریت پر شہد ہے۔

ہاٹے ہریت ہریت ہریت ہریت

ہاٹے ہریت ہریت ہریت ہریت

ہاٹے ہریت ہریت ہریت ہریت

ہاٹے ہریت ہریت ہریت ہریت

ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں
 ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں
 ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں
 ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں
 ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں
 ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں
 ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں
 ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں

ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں
 ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں ہاں

انتخاب مسلسل سے عبارت اس عالم قرآنی کے حکمت و بیان و بیان
 سے تہرہ پاکستان کا مثالی خاکہ ہے۔ سید جمال الدین افغانی اس مقامی اسلامی
 ریاست کے درج ذیل چار بنیادی حکمت پر روشنی ڈالتے ہیں

۱۔ خلافت آدم

قرآنی معنی و اہمیت سے انتہائی حتمی و حتمی عبارت ہے۔ ہر چند یہ
 معنی و اہمیت کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی سراسر آفاقی و راجدی اصولوں
 پر قائم ہے۔ ان کے آہستہ آہستہ کے جیدوں میں سے ایک جید ہے۔ چونکہ یہ حتمی و راجدی
 اور اہمیت ہے اس لیے اس معنی و اہمیت میں ہرگز کوئی وقت اور مقامی سرگرمیوں کو بھی
 نہیں دیکھا جائے گا اور آفاقی اصولوں کے پیش نظر سرگرمیوں کو بھی دیکھا جائے گا۔


و کب بے شرق و غرب و بے غروب

در مدارش نے شمال و نے جنوب

او امام و او صلوات و او حرم

او مداد و او کتاب و او قلم!

تحت إشراف






[illegible]

۱. مقدمه ۲. روش تحقیق ۳. نتایج و بحث ۴. نتیجه‌گیری

 $\frac{1}{2} \quad \frac{1}{3} \quad \frac{1}{6}$






— *Chlorophyll *a** (mg/g dry weight) = $\frac{12.7}{1000} \times \text{OD}_{680} \times 1000$

پہلے کی صورت میں اس حالت میں، مسیحا اور رب ہوتے ہیں

سید یحییٰ علی بن ابی طالب (ع) کی پانچویں بیوی

سے بہت بڑی ہے۔ اس کی نسبت سے اس کی طرف سے

μ μ μ μ μ

1. 2. 3. 4. 5. 6. 7. 8. 9. 10. 11. 12. 13. 14. 15. 16. 17. 18. 19. 20. 21. 22. 23. 24. 25. 26. 27. 28. 29. 30. 31. 32. 33. 34. 35. 36. 37. 38. 39. 40. 41. 42. 43. 44. 45. 46. 47. 48. 49. 50. 51. 52. 53. 54. 55. 56. 57. 58. 59. 60. 61. 62. 63. 64. 65. 66. 67. 68. 69. 70. 71. 72. 73. 74. 75. 76. 77. 78. 79. 80. 81. 82. 83. 84. 85. 86. 87. 88. 89. 90. 91. 92. 93. 94. 95. 96. 97. 98. 99. 100. 101. 102. 103. 104. 105. 106. 107. 108. 109. 110. 111. 112. 113. 114. 115. 116. 117. 118. 119. 120. 121. 122. 123. 124. 125. 126. 127. 128. 129. 130. 131. 132. 133. 134. 135. 136. 137. 138. 139. 140. 141. 142. 143. 144. 145. 146. 147. 148. 149. 150. 151. 152. 153. 154. 155. 156. 157. 158. 159. 160. 161. 162. 163. 164. 165. 166. 167. 168. 169. 170. 171. 172. 173. 174. 175. 176. 177. 178. 179. 180. 181. 182. 183. 184. 185. 186. 187. 188. 189. 190. 191. 192. 193. 194. 195. 196. 197. 198. 199. 200. 201. 202. 203. 204. 205. 206. 207. 208. 209. 210. 211. 212. 213. 214. 215. 216. 217. 218. 219. 220. 221. 222. 223. 224. 225. 226. 227. 228. 229. 230. 231. 232. 233. 234. 235. 236. 237. 238. 239. 240. 241. 242. 243. 244. 245. 246. 247. 248. 249. 250. 251. 252. 253. 254. 255. 256. 257. 258. 259. 260. 261. 262. 263. 264. 265. 266. 267. 268. 269. 270. 271. 272. 273. 274. 275. 276. 277. 278. 279. 280. 281. 282. 283. 284. 285. 286. 287. 288. 289. 290. 291. 292. 293. 294. 295. 296. 297. 298. 299. 300. 301. 302. 303. 304. 305. 306. 307. 308. 309. 310. 311. 312. 313. 314. 315. 316. 317. 318. 319. 320. 321. 322. 323. 324. 325. 326. 327. 328. 329. 330. 331. 332. 333. 334. 335. 336. 337. 338. 339. 340. 341. 342. 343. 344. 345. 346. 347. 348. 349. 350. 351. 352. 353. 354. 355. 356. 357. 358. 359. 360. 361. 362. 363. 364. 365. 366. 367. 368. 369. 370. 371. 372. 373. 374. 375. 376. 377. 378. 379. 380. 381. 382. 383. 384. 385. 386. 387. 388. 389. 390. 391. 392. 393. 394. 395. 396. 397. 398. 399. 400. 401. 402. 403. 404. 405. 406. 407. 408. 409. 410. 411. 412. 413. 414. 415. 416. 417. 418. 419. 420. 421. 422. 423. 424. 425. 426. 427. 428. 429. 430. 431. 432. 433. 434. 435. 436. 437. 438. 439. 440. 441. 442. 443. 444. 445. 446. 447. 448. 449. 450. 451. 452. 453. 454. 455. 456. 457. 458. 459. 460. 461. 462. 463. 464. 465. 466. 467. 468. 469. 470. 471. 472. 473. 474. 475. 476. 477. 478. 479. 480. 481. 482. 483. 484. 485. 486. 487. 488. 489. 490. 491. 492. 493. 494. 495. 496. 497. 498. 499. 500. 501. 502. 503. 504. 505. 506. 507. 508. 509. 510. 511. 512. 513. 514. 515. 516. 517. 518. 519. 520. 521. 522. 523. 524. 525. 526. 527. 528. 529. 530. 531. 532. 533. 534. 535. 536. 537. 538. 539. 540. 541. 542. 543. 544. 545. 546. 547. 548. 549. 550. 551. 552. 553. 554. 555. 556. 557. 558. 559. 560. 561. 562. 563. 564. 565. 566. 567. 568. 569. 570. 571. 572. 573. 574. 575. 576. 577. 578. 579. 580. 581. 582. 583. 584. 585. 586. 587. 588. 589. 590. 591. 592. 593. 594. 595. 596. 597. 598. 599. 600. 601. 602. 603. 604. 605. 606. 607. 608. 609. 610. 611. 612. 613. 614. 615. 616. 617. 618. 619. 620. 621. 622. 623. 624. 625. 626. 627. 628. 629. 630. 631. 632. 633. 634. 635. 636. 637. 638. 639. 640. 641. 642. 643. 644. 645. 646. 647. 648. 649. 650. 651. 652. 653. 654. 655. 656. 657. 658. 659. 660. 661. 662. 663. 664. 665. 666. 667. 668. 669. 670. 671. 672. 673. 674. 675. 676. 677. 678. 679. 680. 681. 682. 683. 684. 685. 686. 687. 688. 689. 690. 691. 692. 693. 694. 695. 696. 697. 698. 699. 700. 701. 702. 703. 704. 705. 706. 707. 708. 709. 710. 711. 712. 713. 714. 715. 716. 717. 718. 719. 720. 721. 722. 723. 724. 725. 726. 727. 728. 729. 730. 731. 732. 733. 734. 735. 736. 737. 738. 739. 740. 741. 742. 743. 744. 745. 746. 747. 748. 749. 750. 751. 752. 753. 754. 755. 756. 757. 758. 759. 760. 761. 762. 763. 764. 765. 766. 767. 768. 769. 770. 771. 772. 773. 774. 775. 776. 777. 778. 779. 780. 781. 782. 783. 784. 785. 786. 787. 788. 789. 790. 791. 792. 793. 794. 795. 796. 797. 798. 799. 800. 801. 802. 803. 804. 805. 806. 807. 808. 809. 810. 811. 812. 813. 814. 815. 816. 817. 818. 819. 820. 821. 822. 823. 824. 825. 826. 827. 828. 829. 830. 831. 832. 833. 834. 835. 836. 837. 838. 839. 840.

1. *Journal of the American Medical Association*, 1997; 278: 1039-1044.

[illegible]

1. 2. 3. 4. 5. 6. 7. 8. 9. 10. 11. 12. 13. 14. 15. 16. 17. 18. 19. 20. 21. 22. 23. 24. 25. 26. 27. 28. 29. 30. 31. 32. 33. 34. 35. 36. 37. 38. 39. 40. 41. 42. 43. 44. 45. 46. 47. 48. 49. 50. 51. 52. 53. 54. 55. 56. 57. 58. 59. 60. 61. 62. 63. 64. 65. 66. 67. 68. 69. 70. 71. 72. 73. 74. 75. 76. 77. 78. 79. 80. 81. 82. 83. 84. 85. 86. 87. 88. 89. 90. 91. 92. 93. 94. 95. 96. 97. 98. 99. 100. 101. 102. 103. 104. 105. 106. 107. 108. 109. 110. 111. 112. 113. 114. 115. 116. 117. 118. 119. 120. 121. 122. 123. 124. 125. 126. 127. 128. 129. 130. 131. 132. 133. 134. 135. 136. 137. 138. 139. 140. 141. 142. 143. 144. 145. 146. 147. 148. 149. 150. 151. 152. 153. 154. 155. 156. 157. 158. 159. 160. 161. 162. 163. 164. 165. 166. 167. 168. 169. 170. 171. 172. 173. 174. 175. 176. 177. 178. 179. 180. 181. 182. 183. 184. 185. 186. 187. 188. 189. 190. 191. 192. 193. 194. 195. 196. 197. 198. 199. 200. 201. 202. 203. 204. 205. 206. 207. 208. 209. 210. 211. 212. 213. 214. 215. 216. 217. 218. 219. 220. 221. 222. 223. 224. 225. 226. 227. 228. 229. 230. 231. 232. 233. 234. 235. 236. 237. 238. 239. 240. 241. 242. 243. 244. 245. 246. 247. 248. 249. 250. 251. 252. 253. 254. 255. 256. 257. 258. 259. 260. 261. 262. 263. 264. 265. 266. 267. 268. 269. 270. 271. 272. 273. 274. 275. 276. 277. 278. 279. 280. 281. 282. 283. 284. 285. 286. 287. 288. 289. 290. 291. 292. 293. 294. 295. 296. 297. 298. 299. 300. 301. 302. 303. 304. 305. 306. 307. 308. 309. 310. 311. 312. 313. 314. 315. 316. 317. 318. 319. 320. 321. 322. 323. 324. 325. 326. 327. 328. 329. 330. 331. 332. 333. 334. 335. 336. 337. 338. 339. 340. 341. 342. 343. 344. 345. 346. 347. 348. 349. 350. 351. 352. 353. 354. 355. 356. 357. 358. 359. 360. 361. 362. 363. 364. 365. 366. 367. 368. 369. 370. 371. 372. 373. 374. 375. 376. 377. 378. 379. 380. 381. 382. 383. 384. 385. 386. 387. 388. 389. 390. 391. 392. 393. 394. 395. 396. 397. 398. 399. 400. 401. 402. 403. 404. 405. 406. 407. 408. 409. 410. 411. 412. 413. 414. 415. 416. 417. 418. 419. 420. 421. 422. 423. 424. 425. 426. 427. 428. 429. 430. 431. 432. 433. 434. 435. 436. 437. 438. 439. 440. 441. 442. 443. 444. 445. 446. 447. 448. 449. 450. 451. 452. 453. 454. 455. 456. 457. 458. 459. 460. 461. 462. 463. 464. 465. 466. 467. 468. 469. 470. 471. 472. 473. 474. 475. 476. 477. 478. 479. 480. 481. 482. 483. 484. 485. 486. 487. 488. 489. 490. 491. 492. 493. 494. 495. 496. 497. 498. 499. 500. 501. 502. 503. 504. 505. 506. 507. 508. 509. 510. 511. 512. 513. 514. 515. 516. 517. 518. 519. 520. 521. 522. 523. 524. 525. 526. 527. 528. 529. 530. 531. 532. 533. 534. 535. 536. 537. 538. 539. 540. 541. 542. 543. 544. 545. 546. 547. 548. 549. 550. 551. 552. 553. 554. 555. 556. 557. 558. 559. 560. 561. 562. 563. 564. 565. 566. 567. 568. 569. 570. 571. 572. 573. 574. 575. 576. 577. 578. 579. 580. 581. 582. 583. 584. 585. 586. 587. 588. 589. 590. 591. 592. 593. 594. 595. 596. 597. 598. 599. 600. 601. 602. 603. 604. 605. 606. 607. 608. 609. 610. 611. 612. 613. 614. 615. 616. 617. 618. 619. 620. 621. 622. 623. 624. 625. 626. 627. 628. 629. 630. 631. 632. 633. 634. 635. 636. 637. 638. 639. 640. 641. 642. 643. 644. 645. 646. 647. 648. 649. 650. 651. 652. 653. 654. 655. 656. 657. 658. 659. 660. 661. 662. 663. 664. 665. 666. 667. 668. 669. 670. 671. 672. 673. 674. 675. 676. 677. 678. 679. 680. 681. 682. 683. 684. 685. 686. 687. 688. 689. 690. 691. 692. 693. 694. 695. 696. 697. 698. 699. 700. 701. 702. 703. 704. 705. 706. 707. 708. 709. 710. 711. 712. 713. 714. 715. 716. 717. 718. 719. 720. 721. 722. 723. 724. 725. 726. 727. 728. 729. 730. 731. 732. 733. 734. 735. 736. 737. 738. 739. 740. 741. 742. 743. 744. 745. 746. 747. 748. 749. 750. 751. 752. 753. 754. 755. 756. 757. 758. 759. 760. 761. 762. 763. 764. 765. 766. 767. 768. 769. 770. 771. 772. 773. 774. 775. 776. 777. 778. 779. 780. 781. 782. 783. 784. 785. 786. 787. 788. 789. 790. 791. 792. 793. 794. 795. 796. 797. 798. 799. 800. 801. 802. 803. 804. 805. 806. 807. 808. 809. 810. 811. 812. 813. 814. 815. 816. 817. 818. 819. 820. 821. 822. 823. 824. 825. 826. 827. 828. 829. 830. 831. 832. 833. 834. 835. 836. 837. 838. 839. 840.

(continued)

[illegible]






سلسلہ تحقیقی مضامین و مقالات کی سیرت و شہرت پر مبنی تحریک و ترقی

Journal of Management Inquiry 18(6)

[illegible][illegible]

میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ تو میری بہن ہے۔

[illegible]

پیشانی پر

۳۔ ارشادِ مہربانِ خدا

سب سے پہلے جو نبی کی مہربانی سے ہمارے پاس پہنچا ہے
 وہ رزقِ باریک سے ہمارے لیے تقاضے اور نیازِ مہربان میں ہے
 ہمارے لیے

ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے
 ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے
 ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے
 ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے
 ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے
 ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے

ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے
 ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے

قربان کے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے
 ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے
 ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے
 ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے
 ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے
 ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے
 ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے
 ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے

ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے
 ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے
 ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے
 ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے ہمارے لیے

ہندوؤں کی زمینیں
ہندوؤں کی زمینیں

ہندوؤں کی زمینیں ہندوؤں کی زمینیں ہندوؤں کی زمینیں
ہندوؤں کی زمینیں ہندوؤں کی زمینیں ہندوؤں کی زمینیں
ہندوؤں کی زمینیں ہندوؤں کی زمینیں ہندوؤں کی زمینیں
ہندوؤں کی زمینیں ہندوؤں کی زمینیں ہندوؤں کی زمینیں
ہندوؤں کی زمینیں ہندوؤں کی زمینیں ہندوؤں کی زمینیں

'Neither in ancient India nor even in the days of the Moghals the soil of the country was in averse ownership. This is the second aspect of the matter. The fact remains that in this country the natives never claimed any such rights. We are told that the Moghals claimed such rights, but the people of the Panjab owned and possessed the land of this country long before the race of Babar entered into history. The unmistakable lesson of which is that Crowns come and go, the people alone are immortal.'

قبرستانوں کی زمینیں ہندوؤں کی زمینیں ہندوؤں کی زمینیں
ہندوؤں کی زمینیں ہندوؤں کی زمینیں ہندوؤں کی زمینیں
ہندوؤں کی زمینیں ہندوؤں کی زمینیں ہندوؤں کی زمینیں
ہندوؤں کی زمینیں ہندوؤں کی زمینیں ہندوؤں کی زمینیں
ہندوؤں کی زمینیں ہندوؤں کی زمینیں ہندوؤں کی زمینیں

تقریباً ۱۰۰ سالہ عرصے میں

پیش روئے و در تہ ذلالت

تحت إشراف

Journal of Management Inquiry 18(6)

[illegible]

Journal of Management Education

[illegible]

— *Journal of the American Medical Association*, 1997

اقتباسات میں زرق و برق کی جگہ سادگی اور سادگی میں زرق و برق

ارٹھوی پستان - خواص و طبیعت - یہ ہے کہ بندہ اس کو اجازت دے کہ

خاک اس میں سے جو تختی زمین حالتِ موت کی ہے اور اس کی طرف

تہذیب و تمدن کی طرف سے جو اثرات ملے ہیں ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ

Journal of Management Education 30(6)

— 10 —

۴۶۔ حکمت خیر کثیرا است

حاصل قرآن فی میں عم و حکمت و غیرہ تشریح فرمائی گئی ہے اور عم و حکمت کی تلاش و

جنتوں میں رہا ہے۔ محنت جہاں سے بھی ہے، جس سے بھی ہے۔

حاصل ہوا اور اسے پناہ شد و مال سمجھے۔ علم ہر امر نور ہے۔ یہ نور ابلیس کی صحبت میں

نارین جتا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ علم و دانش و ہنر و فن پر توجہ دے۔

تو کہ محمد انسانیت کے لئے آئے ہیں اور ان کی ضرورت ہے۔

حائب اشارہ کرتے وقت اقبال کہتے ہیں:

کشتی بیلر کله کله مشق

زانک: ۱۰ گم اندر اعجاز: ۱۰۱

یا تیرا ہاتھ نہ دے دے دیتا نہ تیرے لیے قاتل
 نہ پیدا نہ کرے گا۔ اقبال نے باشبیب مائی، بھواری، ایشا بھاری
 ۵۔ سورہ یاقوت۔ یہ ایک اسلامی ریاست کا تصور جہاں آدم و ہارے زمین پر اقبال
 ۱۹۰۷ء میں خدا کے نائب کا مقام حاصل ہوا۔ ۱۹۰۷ء۔ ۱۹۰۸ء۔ اپنی آئین
 ۱۹۰۷ء میں اپنی آئین کے لیے ہیں۔

میں نے دیکھا ہے کہ یہاں کی حالت
 یہ ہے کہ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت

یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت
 ۱۔ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت
 ۲۔ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت
 ۳۔ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت
 ۴۔ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت
 ۵۔ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت

خدا کا ہاتھ نہ دے دے دیتا نہ تیرے لیے قاتل

نہ پیدا نہ کرے گا۔ اقبال نے باشبیب مائی، بھواری، ایشا بھاری

۵۔ سورہ یاقوت۔ یہ ایک اسلامی ریاست کا تصور جہاں آدم و ہارے زمین پر اقبال
 ۱۹۰۷ء میں خدا کے نائب کا مقام حاصل ہوا۔ ۱۹۰۷ء۔ ۱۹۰۸ء۔ اپنی آئین
 ۱۹۰۷ء میں اپنی آئین کے لیے ہیں۔

میں نے دیکھا ہے کہ یہاں کی حالت

یہ ہے کہ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت

۱۔ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت

۲۔ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت

۳۔ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت

۴۔ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت

۵۔ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت یہ ہے کہ یہاں کی حالت

نیا عہد شباب ہوں

جوانوں کو پیروں کا استاد

وہ دنوں نے برسوں کی قیامت کا حق بنی بے خبر کی سے ہاتھ دھو کر
 تحریک پاکستان کے زمانے میں پنجاب کے قلم کاروں کی پرستش و محبت اور راز
 پرست برادریوں کے ویرانوں کی سامانی کے پتھر و پیراں اپنی تکتے وراثت و پر
 تکی۔ یہ ملک انجیلی کے اجلاس کے دورن یہ عمارتوں کی جھکتے تکتے رہیں
 پاکستان کا نئی نہیں، بلکہ قیوں اپنے مہتمم کے قلم و قلم کے ہاتھ لپیٹ
 وراثت کے زریعے اپنی آفریں ہائیں تک مسلسل ہم کار رہے۔ جب قلم کار
 پاکستان منظور ہوئی اس وقت قیوں مابین ہندو قلم و قلم کے پیروں کے ایک
 پیر کے جو چپے تھے۔ چنانچہ مستدر وائی سیاستدوں کا رشتہ رکھنے کا بار مانت
 فوجیوں کی کے سندس پر تکی تھے۔ تاریخی شہادت کے جوہر قیوں نے اس بار مانت کا
 حق ادا کر دیا اور یوں پاکستان قلم ہو گیا۔

تحریک پاکستان کے پیشتر، انجیلی قیوں کی شاعری سے نا آشنا ہیں۔ یہ لوگ
 تحریک پاکستان میں قیوں کی فکر کی قیامت کے حوالہ مقامات چاہنے سے قیوں
 کی شاعری سے اعتنا نہ کرنا نہ دینی بھی نہیں سمجھتے۔ نتیجہ یہ کہ ان کی تاریخی تحقیق ۵۳ء
 سے شروع ہوتی ہے اور ۱۹۴۲ء پر ختم ہو جاتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ انجیلی
 پرست قیوں کو یہ سمجھیں کہ ان کی شاعری، ان کے فلسفہ و ان کے سیاسی فکر و عمل کی
 اوس تاثر خیزیم، تحریک پاکستان کے مورخین کی بنیاد کی ضرورت ہے۔ اس ضرورت و
 پوریے بغیر نہ تو تصور پاکستان کی پوری معنویت کو سمجھا جاسکتا ہے اور نہ ہی تحریک
 پاکستان کی فکر کی سائنس سے ہمیں شناسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ لیکن چاہیے کہ
 ہمارے مورخین، شعرا و ادیب، فلسفہ و حکمت کی وادی میں سب قلم مرکتے ہیں

حواشی

۱- سید محمد اسرار شیدہ، History of the Idea of Pakistan، (۱۹۶۰ء، ص ۱۹۷-۱۹۸)

(ص ۱۷۷-۱۷۸)

۲- سید محمد اسرار شیدہ، Thoughts and Reflections of Iqbal، (۱۹۶۰ء، ص ۹۷-۹۸)

(ص ۲۳۷-۲۳۸)

۳- سید محمد اسرار شیدہ، (مترجم)، Thoughts and Reflections of Iqbal، (۱۹۶۰ء، ص ۱۳۲-۱۳۳)

۴- سید محمد اسرار شیدہ، History of the Idea of Pakistan، (۱۹۶۰ء، ص ۱۹۷-۱۹۸)

.....

1- Some of us met Dr. Muhammad Iqbal a number of times and discussed with him the political and organizational matters. While framing the constitution, we were on the horns of a dilemma whether to toe the line of the Muslim League or to chalk out an independent course. When consulted on the point, Iqbal came out with the proposal that we set as our goal the establishment of a Muslim National State based on the Muslims of the North-West Frontier Province, Punjab, NWFP, Sind and Baluchistan and Kashmir. We readily agreed rather than let the League's proposal go to waste.

executive, secured its approval and incorporated it in the constitution of the Pakistan Muslim National Conference. (P 96)

2- The Quaid-i-Azam had the following observations on the subject:

2- "We are a National Movement, we are not a religious movement."

But he had faith in us that vis-a-vis Congress, we were ardent votaries of the Muslim League. He gave us the following words of his support: (P 96)

اقبال اور سماجی جمہور کا اسلامی تصور

تہذیب کے قباہ سے نکلنے والے اور شیون سے حمایت نہ کرنے والے ایک نوجوان اور سیاست دان کی بنیاد پر قباہ سے نکلنے والے اور سیاست سے قلم اٹھانے والے کی رائے سے مسلمانوں اور تہذیب کے سابق و باقی کے درمیان رشتہ جتنے یوں پختہ رہتے ہیں جیسے قباہ تیار کرنے والے سے ہوں۔ قباہ نے اپنی نشانی کریموں میں اس کی ایک علامت پر رکھی اور یہ بیان کیا کہ انہیں روبرو ہے کہ اسلام میں تیار کرنے والی علامتوں سے خدائی حق کا ہونا تھا، موجود نہیں ہے۔ اس سے پہلے جو دین اور سیاست کی جدائی مسلسل اور متواتر منظر میں بیان کیا جاتا ہے اور اس سلسلے میں قباہ سے وہ تصور سے منسوب ہے جہتے ہیں کہ وہ نشان ہیں۔

اقبال سے ہوا دین اور سیاست کی بنیاد پر مطالبہ ہے کہ سیاستی نظریہ، نسل پسند رہی انصوفوں اور قدروں کے تابع ہوں۔ جو سیاست خدائی احساسات سے جاری ہو کر نہ اندھا کی منہ داری سے مہارت ہو کر رہ جائے اور اچھے چٹھہ کی بنی جاتی ہے۔ یہی سیاست کو اقبال رد کرتے ہیں۔ اقبال کا کہنا یہ ہے کہ

Politics have their roots in the spiritual

life of man. It is my belief that Islam is not a matter of private opinion. It is a society. It is

conscious self-interest, power, as I appear to establish themselves, that I have never sought to suppress, but that I find myself interested in politics. (1)

قوں کی خبر میں۔ مئی سیائی ٹھکانے کی پہچان یہ ہے کہ اس کی خبریں۔ مئی
 کے۔ مئی دروازہ کی صورت میں یہ سب سے زیادہ۔ مئی کے یہ سب سے ہیں
 ۔ مئی کے یہ سب سے زیادہ۔ مئی کے یہ سب سے زیادہ۔ مئی کے یہ سب سے
 ۔ مئی کے یہ سب سے زیادہ۔ مئی کے یہ سب سے زیادہ۔ مئی کے یہ سب سے
 ۔ مئی کے یہ سب سے زیادہ۔ مئی کے یہ سب سے زیادہ۔ مئی کے یہ سب سے
 ۔ مئی کے یہ سب سے زیادہ۔ مئی کے یہ سب سے زیادہ۔ مئی کے یہ سب سے

"There is no aristocracy in Islam. "The noblest among you," says the Prophet, "are those who fear God most." There is no privileged class, no priesthood, no caste system. Now, this principle of the equality of all believers made early Muslims the greatest political power in the world. Islam worked as a levelling force; it gave the individual a sense of his inward power, it elevated those who were socially low. The elevation of the down-trodden was the chief secret of the Muslim political power in India." (2)

اپنے سے زیادہ ساری باتیں نہ تو اثر پذیر تھیں نہ ہی تسمیر ہوتے تھے۔
 وہ جس کی باتیں تھیں، وہ سب سے زیادہ شیعہ تھے۔ یہ ساری باتیں نہ تو اثر پذیر تھیں نہ ہی تسمیر ہوتے تھے۔
 وہ جس کی باتیں تھیں، وہ سب سے زیادہ شیعہ تھے۔ یہ ساری باتیں نہ تو اثر پذیر تھیں نہ ہی تسمیر ہوتے تھے۔
 وہ جس کی باتیں تھیں، وہ سب سے زیادہ شیعہ تھے۔ یہ ساری باتیں نہ تو اثر پذیر تھیں نہ ہی تسمیر ہوتے تھے۔
 وہ جس کی باتیں تھیں، وہ سب سے زیادہ شیعہ تھے۔ یہ ساری باتیں نہ تو اثر پذیر تھیں نہ ہی تسمیر ہوتے تھے۔
 وہ جس کی باتیں تھیں، وہ سب سے زیادہ شیعہ تھے۔ یہ ساری باتیں نہ تو اثر پذیر تھیں نہ ہی تسمیر ہوتے تھے۔

"The Prophet of Islam seems to stand between the ancient and the modern world. In so far as the source of his revelation is concerned he belongs to the ancient world; in so far as the spirit of his revelation is concerned he belongs to the modern world. In him life discovers other sources of knowledge suitable to its new direction. The birth of Islam is the birth of inductive intellect. The abolition of priesthood and hereditary kingship in Islam, the constant appeal to reason and experience in the Qur'an, and the emphasis that it lays on Nature and History as sources of human knowledge, are all different aspects of the same idea of finality." (۳)

اقبالؒ کا کہنا یہ ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے دین کو مکمل کرنے کے ساتھ ہی

میں نے اپنے دل میں یہ بات سمجھ لی تھی کہ یہ میری
 سب سے بڑی بات ہے۔ میں نے یہ بات سمجھ لی تھی کہ یہ میری
 سب سے بڑی بات ہے۔ میں نے یہ بات سمجھ لی تھی کہ یہ میری
 سب سے بڑی بات ہے۔ میں نے یہ بات سمجھ لی تھی کہ یہ میری
 سب سے بڑی بات ہے۔ میں نے یہ بات سمجھ لی تھی کہ یہ میری

Journal of Management Inquiry 16(4)

Journal of Management Education 30(6)

پیشہ و پستی - شہر و دیہات

۱۔ اہل سنت و جماعت کے لیے

نہایت سنجیدگی سے لکھا گیا ہے۔

[illegible][illegible]

مذہبیت کی بنیادیں سمجھیں۔

تجربہ گاہیت — باب ۱۱ —

(Republicanism) کی رو سے حکومت کا رکن ہر شہری ہے۔

کے کھیتی باڑے، زر و زراعت کے اور مسلمانوں میں شراک میں سے ہے۔

ہمارے ہیں خیرات و برکت۔

سرمد میں اجتہاد کی سمیت پر روشنی ڈالتے وقت انہوں نے جہاں جہاں

ترین قانون تصویر کشی ہے۔ اقبال کی بات پر حجت کا اظہار کرت ہیں۔

مسلمانوں نے اجماع کے تصور میں اجماعی حیثیت کو ہیبت سے نظر انداز کیا تھا۔

"It is, however, strange that this important notion, while invoking great academic discussions in early Islam,

of a new practice, and the Caliph had merely assumed the form of a permanent institution in any Muhammadan country. Possibly its transformation into a permanent legislative institution was contrary to the political interests of the kind of absolute monarchy that was established.

and they are the words of Caliph Harun.

I think, favourable to the interest of the Umayyad and the Abbaside Caliphs to leave the power of Ijtihad to individual Muftahids rather than encourage the formation of a permanent assembly which might become too powerful for them.

یہ یہ عہدیت کی حالت نسبیہ کے مسطوروں میں جتنی دور واز و مدت بعد
 کے مسطوروں میں قیام سوزی کا پیش کیا گیا ہے وہی کی تدریس و تفسیر
 یہ مسطوروں نے اپنی موجودہ غرض کے پیش نظر ہماری کے مسطوروں کی
 حالت نے اختیار کرتے ہیں۔ قبل کے چنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے اجماع کے
 مسطوروں کی بارگاہی کے نائب و مدعی و مانت کی عہدیت یہ ان حالت میں روشنی
 دیتی ہے۔

The transfer of the power of Ijtihad from individual representatives of schools to a Muslim legislative assembly, which in

view of the growth of opposing sects is the only possible term I can take. In many times, will secure contributions to legal discussion from laymen who happen to possess a keen insight into affairs. In this way alone can we stir into activity the dormant spirit of life in our legal system and give it an evolutionary outlook. In India however difficulties are likely to arise for it is doubtful whether a non-Muslim legislative assembly can exercise the power of Ijtihad". (۷)

یہاں دو باتیں انتہائی معنی خیز ہیں۔ اول یہ کہ اقبال قانون سازی کا عمل میں عام مسلمانوں کی عقل، دانش و ذہن میں نہ نہروں کی ورتشیں قرار دیتے ہیں۔ دوسری یہ انھیں ہندی مسلمانوں کی مخصوص تعلیمی صورت حال پر بھی تشویش ہے۔ انہیں سواٹھائیس کے اس خطبہ میں وہ اپنے آپ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ ہمارے قانون ساز اسمبلی میں مسلمانوں کی قیادت ہو وہاں اسد میں قانون سازی کا عمل کیسے جاری رہ سکتا ہے؟ نہیں رہ سکتا۔ تو پھر کیا کیا جائے؟ ایک جداگانہ آئین ساز اسمبلی قائم کی جائے مگر اس اسمبلی کو وجود میں لانے کے لیے ایک جداگانہ مسلمان مملکت ضروری ہے۔ کیا اس مسلمان مملکت کا قیام صرف وہاں میں ہے؟ قبل اس کے کہ یہ مسلسل غور و فکر میں مصروف رہے۔ چنانچہ فقیر دوسراں کے جدا انھوں نے برخیز میں جداگانہ مسلمان مملکت کا تصور پیش کر دیا۔ یہ اس بات کا جین ثبوت ہے کہ اقبال کے تصور کا پاکستان ازہدیکہ عمومی جمہور کی پاکستان ہے۔

تاریخ و جغرافیہ کے ساتھ ساتھ
تاریخ و جغرافیہ کے ساتھ ساتھ

پس یادش رہے کہ ہماری کتابیں
 یہ ہیں یہ ہیں یہ ہیں یہ ہیں یہ ہیں
 یہ ہیں یہ ہیں یہ ہیں یہ ہیں یہ ہیں
 یہ ہیں یہ ہیں یہ ہیں یہ ہیں یہ ہیں

۱۔ اسی بار میں مغرب کا بندھن کی سہ
 ۲۔ اسی بار میں نہیں بندھتا۔ قیصر کی
 ۳۔ اسی وقت، بندھن کی تباہی یہ ہے
 ۴۔ اسی وقت یہ آواز کی ہے یہ ہے
 ۵۔ اسی آواز، سدا، رعایت، اتمام
 ۶۔ اسی مغرب میں منہ ہے، ترغیب آوری
 ۷۔ اسی اتمام میں ہے
 ۸۔ اسی بار میں ہے بندھن کی
 ۹۔ اسی بار میں ہے بندھن کی
 ۱۰۔ اسی بار میں ہے بندھن کی

اس کا شمار یوں ہو گا کہ یہ انداز ہو جاتا ہے۔
جناب خیر و مغربی جمہوریت پر اس سے بڑا اثر اس کی یہ ہے کہ اس کی روح
شمالی ہے جمہور کی نہیں۔ اس کی مہم کا ہمیشہ جمہوریت کی نیچم پر ہی ہوتا تھا۔ یہ ہے
مگر اس کے باطن میں وہی پرانا دیو ستبد ارتقا ہے۔ مغرب کا یہ جمہوریت کی
سرمایہ داروں کی جگہ زرگری سے عبارت ہے۔ درحقیقت یہ ایک رنگین قفس ہے جس
ظاہر میں آنکھ کو گلستاں نظر آتا ہے۔ جب مسافر اس ملک تک رسائی حاصل کرتا ہے
تب اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تو ایک قفس ہے۔

جناب خسر کی یہ تشدید جمہوریت کے تصور کی تردید پر مبنی نہیں بلکہ خسر کی
جمہوریت کے استبداد کی تردید کی اور ذاتی جمہوریت کا ثبوت ہے۔ اقباس کی مثالیں
میں بھی اس کی تشریح میں حسب جملیں کا ایک شیعہ جمہوریت میں تنازعہ قرار
نہیں دیا جاتا بلکہ اس سے سمجھنا چاہیے کہ اس کے نتائج کے خسر کی جمہوریت
کے جملوں کے لیے موقوف نہیں بلکہ یہ نیا مقصد جمہوریت کی ایک پادشاہی ہے۔

میرے خوارق میں میں نے خوارق کی بات
جب ذرا سمجھا ہے خوارق میں وہ خوارق
جو وہاں تشریح کی گئی حقیقت میں ہے
جو وہاں میں وہ سمجھتا ہے نہیں ہے
بلکہ اس میں وہ یہ یوں ہے کہ وہاں وہ
ہے وہ سمجھتا ہے خوارق میں وہ نہیں ہے
تو اسے یہ کہنا نہیں چاہیے کہ جمہوریت میں وہ
چہ و چرخ، اندر میں چہ و چرخ سے تریک ترا

مغرب کا یہ جمہوریت کا تصور خوارق میں نافذ کرتے وقت غور
کرنے کے بعد اقباس کی باطنی رو (قیہیت) کی ملاحظت کا اہتمام کرنا
چاہیے۔ اس لیے جو چاہے اس کی خاطر اس میں خوارق کے جوہر سے تیار کیے
جائیں۔ یہ فتنہ سمجھتے کے لیے چاہیے۔ چنانچہ جملوں میں اس کے لیے کوئی خاص جملوں
نہیں ہو۔ ایک چھوٹی سی خوارق میں اقباس میں قیاس سے یہ خوب ہے کہ۔

تری تری ہے یہاں سیاست افریک
نہیں ہیں اس کے یہاں کی افریک میں وہ نہیں
ہنا یہ ایک کی جملوں میں اس کے لیے
ہنا کے خوارق سے اس نے دو صد ہزار جملوں

اقباس اس جملہ جمہوریت اور باطنی قیہیت کی اپنی تندر تیز تشدید کا نشانہ

ناتوانت، جس اس کی اصلاح کا موجب بنتے ہیں۔ وہ اس پر سے نام نہاد برکت
 وروسیں نہایت سے قوم کی جانب تقابلیت سے دیکھنا پاتے ہیں۔ اس
 قوم کی قوم قبیلہ سے ہے۔ حق تعالیٰ نے یہ قومیں مسند ان بنی ہیں
 جس سے وہ قومیں بنیں۔ یہ قومیں بنیں۔ یہ قومیں بنیں۔ یہ قومیں بنیں۔
 یہ قومیں بنیں۔ یہ قومیں بنیں۔ یہ قومیں بنیں۔ یہ قومیں بنیں۔
 یہ قومیں بنیں۔ یہ قومیں بنیں۔ یہ قومیں بنیں۔ یہ قومیں بنیں۔
 یہ قومیں بنیں۔ یہ قومیں بنیں۔ یہ قومیں بنیں۔ یہ قومیں بنیں۔
 یہ قومیں بنیں۔ یہ قومیں بنیں۔ یہ قومیں بنیں۔ یہ قومیں بنیں۔
 یہ قومیں بنیں۔ یہ قومیں بنیں۔ یہ قومیں بنیں۔ یہ قومیں بنیں۔

"The democracy of Europe,
 overshadowed by socialistic agitation and
 anarchical fear originated mainly in the
 economic regeneration of european
 societies. The democracy of Islam did not
 grow out of the extension of economic
 opportunity. It is spiritual principle based
 on the assumption that every human
 being is a centre of latent power, the
 possibilities of which can be developed
 by cultivating a certain type of character.
 Out of the plebeian material Islam has
 formed men of the noblest type of life and
 power." (A)

- میں بتاؤں، جانوں اور مانوں سے کہ میں نے جس سے جس کو
 میں چاہتا تھا، اسے حق نہیں دیا۔ اس سے کہہ دو کہ میں جس کو
 میں جس سے نہیں چاہتا، اس کو اس کی قبولیت سے کہہ دو کہ میں اس سے
 نے نہ تو اس کو حق نہیں دیا۔ اس سے کہہ دو کہ میں اس کو اس سے
 میں اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے
 سے کہہ دو کہ میں اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے
 اس سے کہہ دو کہ میں اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے اس سے

I clapped with penetrative thought and
 rich experience the world of Islam and
 courageously proceed to the work of
 reconstruction before them. This work of
 reconstruction, however, has a far more
 serious aspect than mere adjustment to
 modern conditions of life. Humanity needs
 three things to-day — a spiritual
 interpretation of the universe, spiritual
 emancipation of the individual, and basic
 principles of a universal import directing
 the evolution of human society on a
 spiritual basis. (۴)

یہ سب میں، اپنی فکر کی نئی شکلیں صرف دنیائے اسلام ہی کی نہیں بلکہ
 پوری انسانیت کی ضرورت ہے۔ انسانیت کو کائنات کی روحانی تعبیر، فرد کی

روحانی نجات اور انسانی معاشرے کو روحانی طور پر نشوونما دینے کے لیے انسانی
اصولوں کی اشد ضرورت ہے۔ اسلامی فکر کی نئی تعبیر اس ضرورت کو دور کر سکتی ہے۔

"In view of the basic idea of Islam that there can be no further elevation beyond man, we ought to be spiritually one of the most emancipated peoples on earth. Early Muslims emerging out of the spiritual slavery of pre-Islamic Asia were not in a position to realize the true significance of this basic idea. Let the Muslim of to-day appreciate his position, reconstruct his social life in the light of ultimate principles, and evolve out of the hitherto partially revealed purpose of Islam, that spiritual democracy which is the ultimate aim of Islam."^(۱۰)

اقبال سے نر، ایک اسلام کا سیاسی نظریہ روحانی جمہوریت سے عبارت ہے۔
سردار مسعود ایک ایسے مفکر و کاغذی مرتبہ جس کی نمایاں ترین پہچان بہ مذہب و ملت
سے وابستہ افراد کے عقیدہ و عمل کا احترام ہے۔ اگر حکمت افراغ کا مقصود تفریق میں
ہے تو اسلام کا مقصود ہے، فقط ملت آدمی حکمت افراغ نے دین اور سیاست کی جدائی
سے افراد اور اقوام کو آپس میں ٹکرائن کا استحصال روکنا جبکہ اسلام دین و سیاست
کی یکجہائی سے انسانی حریت و مساوات کو انسانی معاشرہ کا جلی عنوان بنا دینے کا داعی
ہے۔ اقبال نے اسلام میں دین و سیاست کے متضاد کا مفہوم اپنی نظم ”دین و

سیاست میں برقی طاقت سے تادیب دینے

میں نے دنیا میں رہا ہے سیاست میں
 اپنی سیاست میں فتنہ کی میں میری
 حکومت کی ساری راہیں میں
 یہ وہ رہنمائی ہے یہ رہنمائی
 سیاست کے مذہب کے قریب نہیں
 بچی بچہ نہ بچہ نہیں میں میری
 اپنی اپنی طاقت میں اس امر بدانی
 میں میں میری میں میں میری
 اپنی ملک و امیں سے یہ امر ادنی
 اپنی پھر تہذیب کی تادیب
 یہ تہذیب ہے یہ تہذیب
 بشری سے تہذیب اور تہذیب
 کی میں طاقت ہے سیاست کی
 یہ میں ایک جنید کی راہیں

میں اس میں اپنی سیاست میں بدلی ہوئی ہے۔ اس لئے کہ اس نے بات ہمارے
 کی ہے۔ سیاست کے لئے اس نے کیا مطلب یہ ہے کہ سیاست پر اخلاقی اور
 وہی اصولوں کی قیادت ہے۔ راہیں ہمارے طاقت جنید بخدی کے تصور
 پانچویں بن کر رہا ہے۔ اس بات کو قیاس سے ایک درمیان پر رہا ہے اس بات کی سے
 تہذیب یا ہے۔ قیاس سے ایک طاقت اور وہی سے تہذیب نہ ہوگا۔ جہل و
 بھونڈی اور وہی ہے۔ قیاس میں اس کی طاقت کا نام طاقت پر یہ
 تہذیب میں میں طاقت اور اس کے رہا ہے۔ تہذیب کا نام طاقت اور اس
 طاقت ہے۔ رہا ہے۔ تہذیب کی رہا ہے۔ اس کے رہا ہے۔ تہذیب کی قیاس میں

میں نے انھیں، تیسری بات کی بارے میں فیصلہ کرنا تھا کہ انہیں قبول کرنے
 یا نہ کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ ایک چارہ بات ہے۔ شکر ہے کہ انہیں اپنا یہ فیصلہ
 سنیں۔

میں نے ان کے بارے میں کہا کہ انہیں

نہت چاہیے کہ انہیں ان کے بارے میں

باتوں میں رہنا چاہیے اور ان کے بارے میں یہ کہنا چاہیے کہ انہیں

میں نے ان کے بارے میں کہا کہ انہیں ان کے بارے میں یہ کہنا چاہیے کہ انہیں

بجائے ان کے بارے میں کہنا چاہیے کہ انہیں ان کے بارے میں یہ کہنا چاہیے کہ انہیں

میں نے ان کے بارے میں کہا کہ انہیں ان کے بارے میں یہ کہنا چاہیے کہ انہیں

میں نے ان کے بارے میں کہا کہ انہیں ان کے بارے میں یہ کہنا چاہیے کہ انہیں

میں نے ان کے بارے میں کہا کہ انہیں ان کے بارے میں یہ کہنا چاہیے کہ انہیں

میں نے ان کے بارے میں کہا کہ انہیں ان کے بارے میں یہ کہنا چاہیے کہ انہیں

میں نے ان کے بارے میں کہا کہ انہیں ان کے بارے میں یہ کہنا چاہیے کہ انہیں

میں نے ان کے بارے میں کہا کہ انہیں ان کے بارے میں یہ کہنا چاہیے کہ انہیں

میں نے ان کے بارے میں کہا کہ انہیں ان کے بارے میں یہ کہنا چاہیے کہ انہیں

میں نے ان کے بارے میں کہا کہ انہیں ان کے بارے میں یہ کہنا چاہیے کہ انہیں

میں نے ان کے بارے میں کہا کہ انہیں ان کے بارے میں یہ کہنا چاہیے کہ انہیں

میں نے ان کے بارے میں کہا کہ انہیں ان کے بارے میں یہ کہنا چاہیے کہ انہیں

میں نے ان کے بارے میں کہا کہ انہیں ان کے بارے میں یہ کہنا چاہیے کہ انہیں

میں نے ان کے بارے میں کہا کہ انہیں ان کے بارے میں یہ کہنا چاہیے کہ انہیں

میں نے ان کے بارے میں کہا کہ انہیں ان کے بارے میں یہ کہنا چاہیے کہ انہیں

میں نے ان کے بارے میں کہا کہ انہیں ان کے بارے میں یہ کہنا چاہیے کہ انہیں

میں نے ان کے بارے میں کہا کہ انہیں ان کے بارے میں یہ کہنا چاہیے کہ انہیں

حواشی

(۱) سید محمد مرتب، Thoughts and Reflections of Iqbal، ص ۱۹۶، ص ۱۹۷۔

(۲) ایضاً، (ص ۵۳-۵۴)۔

(۳) محمد اقبال، The Reconstruction of Religious Thought in Islam، ص ۹۹، ص ۱۰۱۔

(۴) سید مجید، و بعد (مرتب)، (ص ۷۷)۔

(۵) محمد اقبال، "Stray Reflections"، ص ۹۲، ص ۹۳، ص ۹۴۔
 بہترین بیاد اُتراف و رت، ص ۷۷۔

History knows but one monarch whose rule over men may justly be called a rule by divine right and that one man was the prophet of Islam. As a prophet he was not a ruler. In the right, he never claimed to be a ruler. "I am but a man like you" was the grand message of this greatest of kings to an adoring humanity."

(۶) اور (۷) محمد اقبال، The Reconstruction، (ص ۱۳۷، ص ۱۳۸)۔

(۸) محمد اقبال، "Stray Reflections"، (ص ۱۳۹)۔

(۹) اور (۱۰) محمد اقبال، The Reconstruction، (ص ۱۴۲)۔

اقبال کی حکمت اور حکمت عملی

قبول آمدنی صدقتوں سے پیوستہ رہتی ہیں اور بدیہی ان تہذیبوں سے کہ انہوں
کی قبول سے انہیں زندگی کا دار و مدار ملے۔ اس کے برعکس چھوڑ دیا ہے۔ اسات
پس تہذیب کے ذہان میں رہا ہے اسات اور تہذیب اسات سے مسلسل تہذیب کا شمار ہے۔ اس
تہذیب سے اسات کی مسلسل غور سے اسات کی تلاش میں رہا ہے۔
اسات میں اسات کی تہذیب اور تہذیب ہے۔ یہ تہذیب اسات کی تہذیب ہے۔ اسات
اسات کی تہذیب اسات کی تہذیب ہے۔ اسات کی تہذیب اسات کی تہذیب ہے۔ اسات
اسات کی تہذیب اسات کی تہذیب ہے۔ اسات کی تہذیب اسات کی تہذیب ہے۔ اسات
اسات کی تہذیب اسات کی تہذیب ہے۔ اسات کی تہذیب اسات کی تہذیب ہے۔ اسات

Perpetual Becoming قرآنی

قریب غور ہے سکون و ثابت

قریب غور ہے سکون و ثابت

قریب غور ہے سکون و ثابت

قریب غور ہے سکون و ثابت

اقبال کے نزدیک تجدید اور ترقی کا سفر ہر لمحہ جاری رہنا چاہیے جو فنا اور جو
تجدید اور ترقی کا یہ سفر تہذیب کی ہے۔ زندگی کا تہذیب اور اسات اسات کی تہذیب
ہے۔ ان تہذیبوں کا یہ تہذیب اسات کی تہذیب ہے۔ اسات کی تہذیب اسات کی تہذیب ہے۔ اسات

یاد ہے کہ میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ
 کوئی شخص اس طرح کی بات کہے۔

تو یہ کہہ کر وہ میری طرف سے
 میری طرف سے ہنس دیا۔ میں نے کہا کہ
 یہ تو تمہاری بات ہے۔ میں نے کہا کہ
 میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ
 کوئی شخص اس طرح کی بات کہے۔
 تو یہ کہہ کر وہ میری طرف سے
 میری طرف سے ہنس دیا۔ میں نے کہا کہ
 یہ تو تمہاری بات ہے۔ میں نے کہا کہ
 میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ
 کوئی شخص اس طرح کی بات کہے۔
 تو یہ کہہ کر وہ میری طرف سے
 میری طرف سے ہنس دیا۔ میں نے کہا کہ
 یہ تو تمہاری بات ہے۔ میں نے کہا کہ
 میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ
 کوئی شخص اس طرح کی بات کہے۔
 تو یہ کہہ کر وہ میری طرف سے
 میری طرف سے ہنس دیا۔ میں نے کہا کہ
 یہ تو تمہاری بات ہے۔ میں نے کہا کہ
 میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ
 کوئی شخص اس طرح کی بات کہے۔

تو یہ کہہ کر وہ میری طرف سے
 میری طرف سے ہنس دیا۔ میں نے کہا کہ
 یہ تو تمہاری بات ہے۔ میں نے کہا کہ
 میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ
 کوئی شخص اس طرح کی بات کہے۔
 تو یہ کہہ کر وہ میری طرف سے
 میری طرف سے ہنس دیا۔ میں نے کہا کہ
 یہ تو تمہاری بات ہے۔ میں نے کہا کہ
 میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا کہ
 کوئی شخص اس طرح کی بات کہے۔

with British democratic sentiments. Obviously he does not see that the model of British democracy cannot be of any use in a land of many nations; and that a system of separate electorates is only a poor substitute for a territorial solution of the problem.

begins to play the role of a political concept and claims to be a principle of human solidarity demanding that Islam should recede to the background of a mere private opinion and cease to be a living factor in the national life. In Turkey, Iran, Egypt and other Muslim countries it will never become a problem. In these countries Muslims constitute an overwhelming majority and their minorities, i.e., Jews, Christians and Zoroastrians, according to the law of Islam are either "People of the Book" or "People of the Book" — those whom the law of Islam allows free social relations including matrimony with — and it becomes a problem for Muslims only in countries where they happen to be in minority, and nationalism demands their complete self-effacement. In majority countries Islam accommodates nationalism for there Islam and nationalism are practically identical. In minority countries it is justified in seeking self-determination as

ہستہ سہ پیہہ، تہوں ہی ہستہ سہ پیہہ، یرا ہمیں شکر یا کستانِ عالمِ تہوں
 سے پینا نہ ہوتا۔ تہوں ہی سے پینا نہ ہوتا، تہوں ہی اس وارثک کو ہمیشہ اپنے چتر
 سے پینا نہ ہوتا۔

تہوں ہی سے پینا نہ ہوتا

حواشی

۱۔ تہوں ہی سے پینا نہ ہوتا، تہوں ہی سے پینا نہ ہوتا، تہوں ہی سے پینا نہ ہوتا
 2۔ Realism Factor in Islam
 3۔ تہوں ہی سے پینا نہ ہوتا

The ultimate spiritual basis of all life, as conceived by Islam, is eternal and reveals itself in variety and change. A society based on such a conception of Reality must reconcile, in its life, the categories of permanence and change. It must possess eternal

aspects to regenerate itself as a society in the face of change.

4. In the world of Islam, the eternal is not a static concept.

5. The eternal is not a static concept, it is a dynamic concept.

6. According to the Quran, the eternal is not a static concept.

7. The eternal is not a static concept, it is a dynamic concept.

The failure of the Europe in political and social sciences is that it lacks the eternal principles of Islam. The eternal principles of Islam are the eternal principles of Islam.

8. The eternal is not a static concept, it is a dynamic concept.

9. The eternal is not a static concept, it is a dynamic concept.

10. The eternal is not a static concept, it is a dynamic concept.

11. The eternal is not a static concept, it is a dynamic concept.

(۳) ایضاً، ص ۲۸۸-۲۸۷

most degrading type of Fatalism has prevailed in the world of Islam for many centuries.' This is true and has a history behind it which requires separate treatment. It is sufficient here to indicate that the kind of Fatalism which the European critics of Islam sum up in the word *Qismet* was due partly to philosophical thought, partly to political expediency and partly to the gradually diminishing force of the life-impulse, which Islam originally imparted to its followers. The practical materialism of the opportunist Umayyad rulers of Damascus needed a peg on which to hang their misdeeds at Karbala, and to secure the fruits of Amr Mu'awiyah's revolt against the possibilities of a popular rebellion. Ma'bad is reported to have said to Hasan of Basra that the Umayyads killed Muslims, and attributed their acts to the decrees of God. 'These enemies of God', replied Hasan, 'are liars.' Thus arose, in spite of open protests by Muslim divines, a

morally degrading Fatalism, and the constitutional theory known at the 'accomplished fact' in order to support vested interests."⁽¹⁾

قہار کے نزائیک مسدودوں میں تقدیر پر حق و مردود چہرہ کی تصویر گویت
 ناپائیدار ہے۔ مستحکم و برپا پر خمر فوں نے اپنے کھوس منہات سے تھنڈا کی خاموش
 تقدیر پر حق کے سبب سے تصویر مردود کی یاد دہانی کی ہے۔ یہ تصویر مردود کی
 سرخ فوں کی ایک سیاحتی شہادت تھی۔ جس شہادت میں دور کے کی یاد تازہ کی
 تعمیرات و خدو رنگ میں پیش یا گیا۔ قہار کی تعمیرات و شہادت تھی جس میں پیش رفت
 کے قہار تھے۔

Pure time, then, as revealed by a deeper analysis of our conscious experience, is not a string of separate reversible instants, it is an organic whole in which the past is not left behind but is moving along with, and operating in the present. And the future is given to it not as lying before, yet to be traversed, it is given only in the sense that it is present in its nature as an open possibility. It is time regarded as an organic whole that the Quran describes as *Iqdi* or the destiny — a word which has been so much misunderstood both in and outside the

”قبائل کے سردار ایب بچو دیات پستانوں میں تیرتا
پتے قبائل کے تھوڑے پستانوں میں تیرتا
یہ ساری ساری تھوڑے پستانوں میں تیرتا“

”سردار ایب بچو دیات پستانوں میں تیرتا
پتے قبائل کے تھوڑے پستانوں میں تیرتا
یہ ساری ساری تھوڑے پستانوں میں تیرتا“

ایں قبائل کے سردار ایب بچو دیات
پتے قبائل کے تھوڑے پستانوں میں تیرتا

قبل برطانوی ہند کے ایک مجاہد مشہور تھے۔ اپنی واپسی کو مملکت میں جانپوں
اس کے لیے مہمان رہا تھا۔ قبائل کے سردار ایب بچو دیات پستانوں میں تیرتا
پتے قبائل کے تھوڑے پستانوں میں تیرتا
یہ ساری ساری تھوڑے پستانوں میں تیرتا
”سردار ایب بچو دیات پستانوں میں تیرتا
پتے قبائل کے تھوڑے پستانوں میں تیرتا
یہ ساری ساری تھوڑے پستانوں میں تیرتا“

لیکن مجھے پیدا کیا اس دین میں تو نے
جس دین کے بندے ہیں خدائی پر رضا مند

قبل نے غلامی کی اس تیرہ و تار فضا میں اپنی فنی و فکری مجاہد اس عزم و
استقلال کے ساتھ شروع کیا تھا کہ:-

تصور پاکستان ایک کتابی تصور ہے۔ یہی امر واقعی جمہوریت کا قیام ہے۔
تصور کے بارے میں جانب دہانہ قدم سے بڑھ کر پاکستان کے سب سے بلند ذہنوں کے
ہاں پہلی قومیت کی صورت کوئی۔ فوجی آمریت سلطانی جمہوریت کے تصور
پاکستان آمریت کے تصور کی جانت نہیں رہتا۔ اس لیے آمریت کے اپنے مخصوص
منہات کے تحت ہی یہ تصور پاکستان کا تصور بن گیا۔

نیز ملتی ہے اور قنداریں ملتی ہیں پاکستان متانہی اور علی بن ابی طالب
نسب ہیں جدائی کی۔ تانہی جہاں سے سب پنجاب کے سب بڑائی کی تاریخ
مراہ کتاب میں تصور پاکستان کی بجائے نظریہ پاکستان کی حقائق انتہائی
تے۔ نظریہ پاکستان وارث فیلڈ خاں میں متعارف کیا گیا۔

”اب میں نے میں میں معیار زندگی کی کتاب اور اس کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یعنی قرآن و سنت بہت ہے۔ مسلمانوں کا
یہی نظریہ حیات، تحریک پاکستان کی اساس بنا۔ پاکستان ایک
نظریہ کی بنیاد پر قائم ہوا ہے اور یہ نظریہ مسلمانوں کا اس دور
تے۔ یہی نظریہ پاکستان کا مفہوم ہے۔ یہی یہاں سیاسی، معاشی،
معاشی غرضیکہ پوری زندگی کا ہی معیار زندگی کی ہدایت کے مطابق
ہوگا اور ہم معاشی میں رہنمائی قرآن اور سنت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کی جائے گی۔“ (۵)

یہ فقیر و پردیس کے اقتباس پر ہی موقوف نہیں بلکہ ماری کی سرری کتاب
میں اور خصوصاً ”قیام پاکستان“ کے باب میں بڑی محنت و زحمات کے ساتھ
فکری انتشار کا سماں مہیا کیا گیا ہے۔ اس درسی کتاب میں نظریہ پاکستان کی
وضاحت یوں کی گئی ہے:-

”پاکستان ایک نظریہ کی بنیاد پر قائم ہوا ہے۔ یہ نظریہ مسلمانوں
کا دین اسلام ہے۔ یہی نظریہ پاکستان کا مفہوم ہے۔“

میں نے دیکھا ہے کہ یہاں بھی یہی صورت ہے کہ ہمارے ہاں بھی
 یہی صورت ہے کہ ہمارے ہاں بھی یہی صورت ہے کہ ہمارے ہاں بھی
 یہی صورت ہے کہ ہمارے ہاں بھی یہی صورت ہے کہ ہمارے ہاں بھی

میں نے دیکھا ہے کہ یہاں بھی یہی صورت ہے کہ ہمارے ہاں بھی
 یہی صورت ہے کہ ہمارے ہاں بھی یہی صورت ہے کہ ہمارے ہاں بھی
 یہی صورت ہے کہ ہمارے ہاں بھی یہی صورت ہے کہ ہمارے ہاں بھی
 یہی صورت ہے کہ ہمارے ہاں بھی یہی صورت ہے کہ ہمارے ہاں بھی
 یہی صورت ہے کہ ہمارے ہاں بھی یہی صورت ہے کہ ہمارے ہاں بھی
 یہی صورت ہے کہ ہمارے ہاں بھی یہی صورت ہے کہ ہمارے ہاں بھی
 یہی صورت ہے کہ ہمارے ہاں بھی یہی صورت ہے کہ ہمارے ہاں بھی

حد اس کے کمالات کی ہے برق و بخارات

ایک دین تہذیب کی سائنس، ٹیکنالوجی میں ترقی کا حاصل فائدہ ہوتا
 ہے اور یہی سائنس ہے کہ ایک طرف سائنس اور دوسری طرف انسانی تہذیب
 ہے تو اس کی جانب مریخی اور ہاشمی ویک پیسندیدہ معاشرتی چین بنا دیا ہے۔ سائنس
 حریم ہے یہاں اس سبب تہذیب کی عمارت مری کے خلاف فریاد کرتا ہے

اک بات اگر مجھ کو اجازت ہو تو پوچھوں
 حل کرنے کے جس کو حکیموں کے مقالات
 جب تک میں جیا خیمہ افلاک کے نیچے
 کانٹے کی طرح دل میں کھٹکتی رہتی یہ بات
 گفتار کے اسلوب پہ قابو نہیں رہتا

یہ سب دروشتوں کے فخر و اظہار ہیں جس کا سبب نہایت ہی بڑا ہے۔
 یہ سب دروشتوں کے فخر و اظہار ہیں جو دنیا میں مومن سے مایا و زندہ مومن سے
 جس کے مومن سے بیت تاباں، مومن سے فخر کے اس تیسرے اور آخری سے مومن
 نے فخر و اظہار سے۔ آپ خدا کا یہ فرمان مار کا سبب راہِ دنیا میں

نہایت ہی بڑا ہے۔

کاش مومن سے دروشتوں کا

نہایت ہی بڑا ہے۔

نہایت ہی بڑا ہے۔

نہایت ہی بڑا ہے۔

نہایت ہی بڑا ہے۔

نہایت ہی بڑا ہے۔

نہایت ہی بڑا ہے۔

نہایت ہی بڑا ہے۔

نہایت ہی بڑا ہے۔

نہایت ہی بڑا ہے۔

نہایت ہی بڑا ہے۔

نہایت ہی بڑا ہے۔

نہایت ہی بڑا ہے۔

نہایت ہی بڑا ہے۔

نہایت ہی بڑا ہے۔

یہ فخر و اظہار ہیں جو دنیا میں مومن سے مایا و زندہ مومن سے
 سے فخر و اظہار ہیں جو دنیا میں مومن سے مایا و زندہ مومن سے
 سے فخر و اظہار ہیں جو دنیا میں مومن سے مایا و زندہ مومن سے

سہاویہ راہ مزدور کے اس قسمت نامہ پر اقبال کے ٹیکس کا یہ آج بھائی
 کی بات ہے۔ اپنی ٹیکس ٹھکان سے اجوبوں سے فیکٹوں کی حکمت میں ٹیکس اپنے
 تارنٹے پر تکی باز رہتا ہے۔ ذرا اس دانی سے تخذیر کا سبق پڑھایا ہے اور سہاویہ
 دوسروں کے سہاویہ داری کے دنوں میں بتلا کر رہتا ہے۔ اقبال بھگتے تھے۔
 اقبالیت نے دیرپ میں جس بندہ مزدور کو یہ مقدار ہمارے ہاں اس ایت
 وہیں مزدور سہاویہ داری کی قوم کے ذوق و ہمت ٹیکس کے سامنے "خانہ" ہیں
 کے ہاں سہاویہ داری کی بات ہے۔ ٹیکس کی من فی خند کے ہاں من فی خند ہاں میں
 ہے۔ اس سے پہلے "خانہ" کی طرف مائی دیتی ہے۔

ہم سیناں بنی کہ در ہر فرب
 بندن با خواجی آمد بہن
 رہن قلب و خیر کردہ خون
 ز غمیش حرف آ آمد ہوں
 آن نئی کہنے را پر ہم ز دست
 تیز نیٹے بر رک ہم ز دست
 کردہ ام ندر مقامش نگہ
 سد طیس، سد طیس، لا
 قدر او در تہد باد لا بہمانہ
 مرکب خود را سوئے الا تراند
 آیدش روزے کہ از زور جنوں
 خویش را زیں تہد باد آرد ہوں
 در مقام لا نیا شاید حیات
 سوئے الا می خراہد کائنات
 لا و الا ساز و برگ امتاں

ف — اتبات مر امتنا
 درمیت پتہ — روا نصیب
 بانگرا — سب میل
 س کہ ندر خبر — سازی شن
 غرا پیش نرواں — بدن
 یں کہ فی بی نیو — زو
 ز جیوں — شہ
 س کہ ندر است — تشیہ ست
 بعد مہجرات را — فرہ ست

زندگی کی جدیدیت میں فی اور تبات کی کارفرمائی و سپن فسنیہ، اپنی شعور
 کی روشنی میں پیش کرتے وقت قبوں کے مسکینوں کو اس قدر آں خدمت دیکھنے کا مشورہ
 دیتے کہ اپنی قاضی پرستی اس وقت تک ممکن ہے جب تک شہنشاہیت، پیادیت اور
 میر جھوٹے خداؤں کے بت پاش پاش نہ کر دیتے جائیں۔ شہنشاہی راس نے
 یہ سہانیت و سہولتیں، کلیسا، لالہ کی منزلوں پر پہنچ کر تمام جھوٹے خداؤں
 کی تکی کرانی سے۔ بے ثبات یعنی مدنی خداؤں سے بیان کرنے کا مرحلہ باقی ہے۔
 پانچویں و شہنشاہی راس کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اپنے رہوار کو ایک بار پھر دیکھ لے
 کہ یہ کی منزل پر آچکے۔ قبوں یہ مشورہ چند سہل چشتہ اپنی مہد آفرین تخلیق
 کا پیر نامہ میں بھی پیش کر چکے ہیں۔

”چاہید نامہ“ کے لکھتے وقت رہبر مہجرات سید بن مدین راس کی معیت میں
 قبوں سید بن مدین افغانی سے ملاقات کرتے اور ان کے اس دور میں بکرائی
 عدوت حال پر توجہ دے رہے ہیں۔ سید بن مدین افغانی قبوں کی وسعت
 سے شہنشاہی راس کے رہنماؤں کو ایک پیغام بھجوواتے ہیں۔ اس پیغام کا لب لباب بھی
 یہی ہے کہ اگر شہنشاہی اقتدار نفی کی منزل پر ہی رک کر دیا گیا تو اس کا بھی وہی شہنشاہی ہوگا

[illegible]

تو کہ طہنت کشید
 من زانچہ زانچہ
 تپچہ انامیاں ندر
 آئینہ یت را شہت
 تابراں وزی حیرانے در خمیہ
 جہت ز سرگزشت ہابیہ
 یاد خود محکمہ گزار اندر نہد
 کرد ایں بات و جہل بیدر کرد
 مے کی خواہد ایں دیانے چہ
 آنکہ باشد ہم بشیر و ہم نذیرا
 باز کی آئی سوہ قوام شرق
 بستہ ایام تو ہا ایم شرق

نہ کے احادیث۔ دنیا چاہے قبائلی محاربتوں سے بھر جائے، لیکن ان حالات میں انسان کے
 وجود کی حفاظت کے لئے انسان کے اندر ایسی باتیں ہیں جو انہیں انسانیت کے
 ساتھ اپنی معاشی تعلقات سے جدا کرنا ہرگز چاہیے نہیں۔

پھر کے بعد ان باتوں کے اب تک خدا سے فراموشی کے لئے انسان میں
 یہ انسانیت کی یہ ایک ترقی کا مطلب ہے کہ انسان کا خدا سے مناسبت
 کے حامل جن طبقات کے لیے پورے سب کا حکم رکھتا ہے ان کے ذوق و رغبت سے
 اگر اقبال بخوبی آگاہ ہیں تو اللہ میاں ان سے ناامید ہیں۔ دنیا چاہے شوق و غم و یگانہ
 سے بھر جائے، لیکن ان باتوں میں انسانیت کا ہرگز یقین سے رہا نہیں ہے۔ انسان
 حرم سے نکال دیا، انسان مخلوق کے درمیان حائل ہوئی، انسانی اور انسانی کے
 پرانے شوقیں تاکہ غریب اور غلام و حلقہ خود میں اس کے محبت سے روایہ و روایت
 کر رہا ہے اور میں دنیا میں معاشی انصاف کا ہرگز باوجود۔

پھر اقبال نے ان کو جو نیم دار اور مڑا دار رہا یہ دار کے چپے کھڑے
 کر کے اور قتل کے شہت سے رہا کر کے ان کا شہر و حکمت و سیاست
 معیشت، ہر وہ سے خوب کام لیا ہے۔ اس باب میں انہوں نے ایک ایک پونہ اپنے
 ولی باتیں کر رکھی ہیں جو نہ تو ان سے پہلے اور نہ ہی ان کے بعد کسی کو کہنے کی جرأت
 ہوئی ہے۔ مثلاً ایک دفعہ کہ انہوں نے آل انڈیا مسلم کانفرنس کے ۳۲ء کے سال
 اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے یہ تک کہہ دیا تھا کہ برصغیر میں اسلام کا مستقبل
 مسلمان مسلمان کی آزادی پر منحصر ہے۔ انہوں نے مسلمان و جوانوں کی قوت عمل،
 مہمیز دیتے ہوئے ملک بھر میں پوتھ گیز اور کچھ سنہ کے قیام کا مشورہ دیا تھا۔ انہوں
 نے کہا تھا کہ یہ پوتھ گیز۔

”اپنی تمام تر توجہ خدمتِ خلق، اصلاحِ رسومات اور انہوں اور
 دیہات میں قتل و کشتی پر دیکھنے پر صرف کریں۔ سب کی بات
 ۲۵ء کے چین کی طرح ناگوار صورت اختیار کر چکے ہیں۔ میں چاہتا

س کا نہایت بڑا سرمایہ دارانہ خیال ہے۔ اس میں اس خیال اور کتاب کی اصلیت کی طرف سے کسی ناگوار فکری اثر نہیں ہے۔ (منقذ، ص ۲۱، مارچ ۱۹۳۲ء) میں نے
 'عرب سرمایہ دار کی نظیروں' کے نام سے قلمبندی کی ہے۔

"This is the inevitable outcome of a wholly political civilization which has looked upon man as a man to be exploited and not as a personality to be developed and enlarged by purely cultural forces. The peoples of Asia are bound to rise against the acquisitive economy which the West has developed and imposed on the cultures of the East. Asia cannot comprehend modern Western capitalism with its undisciplined individualism. The faith which you represent recognises the worth of the individual, and disciplines him to give away his all to the service of God and man. Its possibilities are not yet exhausted. It can still create a new world."^(۱)

اقبال ایک سپر مارکیٹ مسلمان تھے۔ نئی مہتر کیت کے معنی کی تصویرات جو داس کے معنی کی انصاف کے تصویرات سے بڑی حد تک ہم بہت سمجھتے تھے۔
 وراثت کیت کو دینی مذہب نہ سمجھتے تھے بلکہ ان کی نگاہ میں شراکیت کا نئی مہتر ایک

ہیں یہی رائے والوں کی اس خرافاتی صدا میں ہمیشہ سے ہے
 کہ ان کے پاس اس کی ایک دہائی نہیں ہے، اور اس کے اندر
 اس کے اندر ہمیشہ سے یہی حال ہے کہ اس کے اندر اس کے

ہے

انہیں اپنے اس انداز سے کہ اس آتشیں سواں کا جواب نہ
 نہ کہ یہ ہیں

اس کا شمار زیادہ تر ان واقعات اور ترقی پر ہے جو ہم
 تسمیہ کے اور ترقی میں اس میں ہیں۔ اس کے یہ تمام انسان سے
 یہ انہماک ہیں کہ وہ رہتا ہے اور اس کا مطالعہ قریب قریب نہایت
 زندگی میں سے ہے۔

یہاں وہ باتیں سمجھتی ہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اس
 انسان کی ترقی کا جو ان قبائل و تسمیہ کے معنی سمجھتا ہے اس کے
 اور یہ کہ وہ معنی سمجھتا ہے کہ اس کے معنی زندگی میں سے یہ بنیادی
 نہایت ترقی ہے۔ چنانچہ ان قبائل کی صدی کے آغاز تک اس کے
 اس کے معنی تسمیہ کا تعلق اور تسمیہ کی بار بار اس کے یہ ہیں کہ
 معنی تسمیہ کا بنیادی معنی سمجھتا ہے۔

ہم چند ماہ قبل نے اپنی زندگی میں یہ محسوس کیا کہ اس کی ترقی
 بنیادی پیش بینی کے ساتھ انہوں نے یہ جان لیا کہ اس کی ترقی کی ترقی
 رست کا ترقی بنانا ضروری ہو گیا ہے اور بہت جلد ساری کی ساری دنیا اس
 مغرب کی براہ راست غلامی سے آزاد ہو جائے گی۔ چنانچہ اپنی وفات سے صرف
 اس پیشہ اپنی معرکہ الاراء کتاب پس چہ باید کرداے اقوام شرق میں انہوں نے
 مستقبل کے نوآزمشرق کی تعمیر نو کی بنیادیں فراہم کر دی تھیں۔ کتاب کے نام ہی
 سے ظاہر ہے کہ وہ اقوام شرق کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ سیاسی آزادی کے حصول کے نور

بعد انھیں کرسیوں کی، تختوں کی، درندگی کی، زانیہ کے کانپٹخ، عیش و
لذت میں گھس گھس کر بیٹھے۔ یہ تو مشرق و پارسا چاہیے! اس اعتبار سے ان کا
یہ گھانا مشرق کی باتیں کی ہیں۔ یہ ایک تہذیبی منظر ہے۔

[illegible]

دانی ز افندی ، ز تار فندی
 تابی در قی ز تار فندی
 ز تار از تار ، سوزن ز تار
 با دجوب زدن ، میزد ز تار
 خوا مدنی پادشاهی قبری است
 قبری در هر سو دامن است
 تنجه ، جان شریک تفت ، تان
 از تجارت نفع ، از شاهی خزان
 آب جهان پست که هر سوداگر است
 بر پاش نمی ، ندر این شام است
 خوش تنگ آرد در عیش رست
 مشک این سوداگر از ناف سگ است

اقبال اقوام شرق و مغرب ستودہ قید سے رہائی کی جو تقریریں تھیں۔

ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ مشرق کی قوموں کو مغرب کی بالواسطہ غلامی یعنی مغربی دنیا کی نو استعماری پالیسیوں سے خبردار رہنا ہوگا۔ آج کی دنیا میں سات سمندر پار بیٹھ کر ریپورٹ کنٹرول سے آزاد مشرقی اقوام کی سیاسی، اقتصادی اور تہذیبی غلامی کا بندوبست کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے مشرق کی قوموں کو فرنگ یعنی مغربی سامران کے جھکندوں سے باخبر رہنا ہوگا۔ اقبال کے نزدیک عہد حاضر میں سیاست سوداگری بن کر رہ گئی ہے۔ تختہ دکان شریک تخت و تاج۔ دکان کا تھڑا ہی تخت شاہی بن کر رہ گیا ہے۔ مغربی استعمار کی اصل قوت سوداگری میں پنہاں ہے۔ اس لیے اقوام مشرق کو چاہیے کہ وہ خود اپنے وسائل پر انحصار کریں۔

بے نیاز از کارگاہ او گزر
در زمستان پوئین او مخر
کشتن بے حرب و ضرب آئین اوست
مرگہا در گردش ماشین اوست
بوریاے خود بہ قالینش مدہ
بیدق خود را بہ فرزینش مدہ
رہزن چشم تو خواب تملش
رہزن تو رنگ و آب تملش
صد گرہ افگندہ درکار خویش
از قماش اوکمن دستار خویش
ہوشمندے از خم اوے نخورد
ہر کہ خورد اندر ہمیں میخانہ مُرد
وقت سودا خند خند و کم فروش
ماچو طفلانیم و او شکر فروش
محرّم از قلب و نگاہ مشتری است

یا رب ایں سحر است یا سوداگری است
 تاجران رنگ و بو بردند سود
 ما خریداران ہمہ کور و کبود

اقبال کا مشورہ یہ ہے کہ ہم ان اقوام کے ریشم پر اپنے کھدر کو ترجیح دیں۔
 اپنے بوریہ کو ان کے قالین سے افضل قرار دیں۔ جب یہ مغربی قومیں تجارت کرتی ہیں
 تو ان کی زبان پر مستحسب ہوتی ہے مگر ان کے دل میں زہر بھرا ہوتا ہے۔ یہ اتنی چالاک
 قومیں ہیں کہ ہم ان کے سامنے گویا بھولے بھالے بچے ہیں اور یہ ہمیں بہلانے کے
 لیے شکر کی گولیاں کھلاتے پھرتے ہیں۔ اقبال خبردار کرتے ہیں کہ فرنگی تمہیں بہلا
 پھسلا کر تمہارا خام مال اونے پونے داموں لے اڑیں گے اور پھر اسی خام مال سے
 صنعتی مال تیار کر کے تمہاری جیب کاٹنے آڑھیں گے۔ ان سے محبت اور وفا کی توقع
 ہرگز نہ رکھنا۔ اس سے بڑی نادانی کیا ہو سکتی ہے کہ جس نے ہمیں زخمی کیا ہے اور ہم
 اس کے لگائے ہوئے زخموں سے بسنے والے خون کی ندی میں پڑے تیرتے ہیں اسی
 سے ہم اپنے زخموں کو سینے کے لیے سوئی مانگتے ہیں اور مرہم اند مال کی توقع رکھتے
 ہیں۔ اس کا کام تو ہمیں زخمی کرنا اور ہمارا خون بہانا ہے وہ ہمیں ہرگز صحت مند نہیں
 دیکھنا چاہتا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ فقط اپنی ذات پر اور صرف اپنے وسائل پر انحصار
 کریں اور اپنی اقتصادی خودی کی تعمیر کر کے طاقتور قومیں بنیں۔ (مومن خود، کافر
 افرنگ شو) غیروں سے مانگی تا نگی طاقت ہماری طاقت نہیں ہے ہمیں خود اپنے وسائل
 کو دریافت کرنا ہے، ترقی دینا ہے اور نئے علوم کی روشنی میں سائنس و حرفت کے
 میدان میں کامیابی کے جھنڈے گاڑنے ہیں۔ صرف اور صرف اسی طرح ہم صحیح
 معنوں میں آزاد اور خود مختار قومیں بن سکتے ہیں۔ اپنی اقتصادی خودی کی تعمیر کے بغیر
 ہم اپنی قومی خودی کی نہ تو بازیافت کر سکتے ہیں اور نہ اس کو بروئے کار لاسکتے ہیں۔

آج ہمارے اقتصادی منصوبہ سازوں کو ایک نظر علامہ اقبال کی پہلی
 کتاب ”علم الاقتصاد“ پر بھی ڈال لینی چاہیے اور اقبال کے آخری شعری کارناموں

ہیں سے ”پس چہ باید کرد“ میں پوشیدہ حکمت اور حکمت عملی پر بھی بار بار غور کرنا چاہیے۔ اقبال نے آج سے ایک صدی پیشتر لکھا تھا کہ تعلیم اور اقتصادی ترقی لازم و ملزوم ہیں۔ اقبال کے خیال میں جب تک تعلیم عام نہ ہوگی تب تک اقتصادی ترقی کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا۔ اسی طرح اقبال نے آبادی کی منصوبہ بندی کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے شادی بیاہ اور اس سے متعلق خاندانی رسوم کی اصلاح کو بھی وقت کی اہم ترین ضرورت قرار دیا تھا۔ اقبال نے اپنی شاعری اور اپنی فلسفیانہ تحریروں میں عمر بھر نہ صرف معاشی ظلم کے خلاف احتجاج کیا ہے بلکہ اس ظلم کو مٹا کر معاشی انصاف کے ایک نئے نظام کے قیام کی بنیادیں بھی فراہم کی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آج ہم اقبال کے تصورات کو پاکستان میں ایک عادلانہ معاشی نظام کے نفاذ کی بنیاد بنائیں۔

حواشی

(۱) سید عبدالواحد (مرتب) "Thoughts and Reflections of Iqbal"۔

لاہور، ۱۹۶۴ء، (ص ۲۱۲-۲۱۳)۔

(۲) "The Bombay Chronicle" سے انٹرویو۔ پورے متن کے لیے دیکھیے بشیر احمد ڈار

(مرتب) "Letters and Writings of Iqbal"۔ اقبال اکادمی کراچی، ۱۹۶۷ء، (صفحہ

۵۷)۔

علامہ اقبال کے ایک سو پچیسویں جشنِ ولادت کی مناسبت سے سالِ رواں کو سالِ اقبال کا نام دیا گیا ہے۔ سنگِ میل پبلی کیشنز نے اقبالیات کے ساتھ اپنی پُرانی اور گہری وابستگی کے پیشِ نظر اقبال کے اس جشنِ ولادت (۲۰۰۲ء) میں بھرپور شرکت کا فیصلہ کیا ہے۔ زیرِ نظر کتاب اسی سلسلہٴ مطبوعات کی ایک کڑی ہے۔

فتح محمد ملک

ادبیات

تصانیف

اندازِ نظر

تحسین و تردید

اقبال فکر و عمل

فیض، شاعری اور سیاست

احمد ندیم قاسمی، شاعر اور افسانہ نگار

اپنی آگ کی تلاش

بن، ہم، راشد

سعادت حسن منٹو

پاکستانیات

کشمیر کہانی

فکری تنگدستی اور نظریاتی بیگانگی کا موسم

غلاموں کی غلامی

Punjabi Identity

کشمیر اور فلسطین

فلسطین اردو ادب میں

تحریک آزادی کشمیر، اردو ادب کے آئینے میں

Rs. 225.00

www.sang-e-meel.com

ISBN 969-35-1339-8



9 789693 513394